﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 19

جمعۃ المبارک 30/نومبر 2012ء

16/محرم الحرام 1434 ہجری قمری ❁ 30/نبوت 1391 ہجری شمسی

شمارہ 48

اپنے ربّ سے کثرت سے مانگو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو وہ کثرت سے مانگے کیونکہ وہ اپنے ربّ سے مانگ رہا ہے۔

(مسند عبد بن حمید جلد1 صفحہ 434۔ حدیث نمبر 1496)

اگر خلافت سے وابستہ رہنا ہے، جماعت سے وابستہ رہنا ہے تو اس کے لئے پھر اطاعت بھی لازمی ہے اور ضروری ہے۔

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو ایمان لے آئے ہیں اُن کو کہا جائے کہ اب جو مرضی ہے تمہاری کرو اور تم پر کسی قسم کی پابندی نہیں، آزاد ہو۔

یہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن تو اُن کے لئے ہے جو ایمان لاتے ہیں اور دین چھوڑ دیتے ہیں۔ اُن پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

اسلام لانے کے بعد، احمدیت اور حقیقی اسلام قبول کرنے کے بعد یہ بہانہ نہیں کہ دین میں جبر نہیں ہے اس لئے ہم اپنی مرضی سے جو چاہیں کریں۔ یہ بڑی غلط سوچ ہے۔

یہ تو اسلام کی خوبصورتی ہے کہ اگر کوئی کہے کہ مَیں ان پابندیوں میں رہنا نہیں چاہتا تو پھر اسلام کہتا ہے کہ تمہیں آزادی ہے، دینِ اسلام کی حدود سے باہر چلے جاؤ۔ یا اگر اسلام کے دائرہ میں رہنا ہے تو پھر بہرحال ڈسپلن کی پابندی کرنی پڑے گی جو قائم کیا گیا ہے۔

خلافت کے ساتھ منسلک رہنا ہے تو عبادتوں کی طرف بھی توجہ دینی ہوگی۔

جب تم نے اس دین کو قبول کرلیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا دین ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کروگے تو شیطان سے نجات پاؤ گے۔ اور یہ شیطان سے نجات کا راستہ اُس وقت تک نظر آتا رہے گا جب تک تم نظامِ خلافت کے کڑے پر ہاتھ ڈالے رکھو گے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پکڑے رکھو گے۔

اگر ہمارا دعویٰ ہے اور یقیناً ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نے دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے تو پھر ہمیں بھی ایسی دعائیں کرنی ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کو کھینچ کر لائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں کہ ہم دنیا کو فتح کرسکیں۔ اور جب دعائیں مانگیں گے تو ہمیں اپنے عمل بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے ہوں گے۔ اپنے دلوں کو ہر قسم کی بدیوں سے دھونا ہوگا تا کہ ہمارے سینے نور سے بھر جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا ولی ہو جائے اور ہم کامیابیوں کی منزلیں طے کرنے والے ہوں۔

نوجوان بچیاں یاد رکھیں اُن کی بقا دین میں ہے۔ دنیا میں نہیں۔ پس یہ کبھی خیال بھی نہ لائیں کہ فلاں حکم چودہ سو سال پرانا ہے اور آج اس پر عمل نہیں ہوسکتا۔

اسلام کا ہر حکم آج بھی اُتنا ہی اہم ہے جتنا چودہ سو سال پہلے تھا۔

اللہ کرے مجھے بھی اور آئندہ آنے والوں کو بھی یہ بے فکری ہو جائے کہ ہماری یہ نسل بھی اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی اُن ہاتھوں میں پروان چڑھ رہی ہیں جو اس بات کا پکا اور مصمّم ارادہ کرچکی ہیں کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں گاڑ کر دم لینا ہے اور اپنی ترجیحات کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کرنا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب فرمودہ ہفتہ 8/ستمبر 2012ء برموقع جلسہ سالانہ یوکے۔ بمقام حدیقۃ المہدی (آلٹن)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔ فَمَنْ يَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ -اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ وَالَّذِيْنَ کَفَرُوْا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۔ اُوْلٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

(البقرۃ:257-258)

ان آیات کا ترجمہ پہلے بھی آپ نے تلاوت میں سنا۔ اب دوبارہ پیش کرتا ہوں کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہوچکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے دوست شیطان ہیں۔ وہ

ان کو نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کیں، ان کا ترجمہ بھی آپ نے سنا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اس اجلاس کے آغاز میں بھی یہ دو آیات تلاوت کی گئی تھیں۔ اس کے ترجمہ سے آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ ان آیات میں اسلام کی خوبصورت تعلیم، ایمان کی مضبوطی اور اس پر مضبوطی سے قائم ہونے کے طریقۂ کار، اللہ تعالیٰ کے مومنوں پر فضل اور انعامات، اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے، اللہ تعالیٰ کی باتوں کا انکار کرنے والوں پر شیطانی تسلط اور اُن کے انجام کا ذکر ہے۔ یہ چند موٹی باتیں ہیں جو مَیں نے خلاصۃً بیان کیں۔ لیکن ان آیات کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ان کی تفصیل میں جانا بھی ہر ایک کے لئے کچھ حد تک ضروری ہے۔ بعض لوگ اسلام پر سوال اور اعتراضات کرتے ہیں۔ غیر مسلموں کی طرف سے سوال اُٹھتے رہتے ہیں۔ ایک تو اُن کا جواب ان آیات میں دیا گیا ہے۔ دوسرے اُن کے مقابلے کے لئے یہ بنیادی جواب نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں بلکہ ہر احمدی کو پتہ ہونا چاہئے اور ہم دیتے بھی ہیں۔ آج کل تو لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کے حوالے سے کافی نوجوان بھی بحث میں شامل ہوتے ہیں اور غیروں کو جواب دیتے ہیں۔ لیکن بعض احمدی خاص طور پر نوجوان بچیاں بچے آیت کے اس حصّے کہ لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ، کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے، کا لاعلمی کی وجہ سے یہ مطلب بھی لے لیتے ہیں کہ ایک مسلمان کے بارے میں بھی یہ حکم ہے۔ جو کہ غلط مطلب ہے اور وہ غیروں کے سوال جواب کے دوران بھی یہ باتیں کر جاتے ہیں اور پھر مشکل میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے جن نوجوانوں کا، جن لوگوں کا آزادی کی طرف زیادہ رجحان ہے وہ یہ سوال بھی اُٹھا دیتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے تو پھر ہمیں نظامِ جماعت پابندیوں میں کیوں جکڑتا ہے؟ مثلاً احمدیوں کے غیروں سے رشتہ کے معاملات ہیں، پردے کا معاملہ ہے یا دوسرے بعض احکامات ہیں۔ پس مختلف صورتوں میں اس کے بارے میں سوال ذہنوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس کو جاننے کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا کچھ تفصیل میں جانے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ان آیات کے بعض الفاظ کے معنی جاننے کی بھی ضرورت ہے، اُن کی مدد سے ان آیات کو سمجھنا ضروری ہے۔ پس اس لحاظ سے میں آج سمجھانے کی کوشش کروں گا۔

پہلی بات تو یہاں یہ واضح ہو کہ جیسا کہ مَیں نے بار بار ترجمہ سنایا ہے کہ لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا مطلب ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے۔ کوئی بھی دین اختیار کرنا یا نہ کرنا، کسی مذہب کو ماننا یا نہ ماننا ہر انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ اسلام کسی پر زبردستی نہیں کرتا۔ کوئی عیسائی ہونا چاہتا ہے، یہودی ہونا چاہتا ہے، ہندو ہونا چاہتا ہے یا بدھسٹ ہونا چاہتا ہے یا لامذہب رہنا چاہتا ہے، خدا پر یقین نہیں کرتا تو کسی پر بھی زبردستی نہیں کی جاسکتی کہ ضرور تم نے مذہب کو قبول کرنا ہے اور اسلام کو قبول کرنا ہے۔ ہر انسان کا مذہب اُس کا ذاتی فعل ہے۔ مسلمانوں کو صرف یہ حکم ہے کہ تم اس مذہب کی، جو آخری شرعی مذہب ہے، تبلیغ کرو۔ اُس کی خوبیوں کو بیان کرو۔ یہ کامل اور مکمل مذہب ہے۔ ہر مذہب والے کو براہین و دلائل سے ثابت کرو کہ اسلام ہی آخری مذہب ہے۔ کامل اور مکمل مذہب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری شرعی نبی ہیں۔ قرآنِ کریم سے بڑھ کر نہ کوئی پہلے کامل شریعت اتری، نہ اتر سکتی ہے اور یہی آخری شریعت ہے جو اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہے جو تا قیامت قائم رہنے والی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ ہی کوئی کامل انسان پہلے پیدا ہوا، نہ کوئی نبی کامل نبی تھا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ پس یہ پیغام تو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا ایک مسلمان کا، ہر احمدی کا، ہر مرد کا، عورت کا فرض ہے لیکن کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔ یقیناً ہدایت اور گمراہی کا فرق کھل کر ظاہر ہو گیا۔ رُشد کا مطلب ہے صحیح راستہ، صحیح عمل، صحیح رہنمائی، اعلیٰ اخلاق، ذہنی نشوونما اور معیار کی بلوغت اور انتہا۔ اور اَلْغَیُّ کا مطلب ہے گمراہی، تباہی، ناکامی۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہاں مزید وضاحت کر دی، کھول دیا کہ ہر نیک فطرت انسان جس چیز کو چاہتا ہے، وہ صحیح راستہ ہے جو نیکیاں کرنے کی توفیق دے، نیک عمل بجا لانے کی توفیق دے جو خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہیں۔ اعلیٰ اخلاق اپنانے اور اُن کا ادراک اُس کو حاصل ہو، اُن کا اظہار کرنے والا ہو تا کہ معاشرے میں بھی اُس کو بہتر سمجھا جائے تا کہ پھر جو خدا کو ماننے والے ہیں، وہ خدا کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ تعالیٰ کے بندوں میں بھی اچھا تأثر پیدا کر سکیں۔ اپنے تعلقات مضبوط کریں۔ اعلیٰ اخلاق دکھا کر اپنے بارے میں، اپنے ماحول میں، اپنے معاشرے میں نیک اثر قائم کریں۔ ذہنی استعدادوں کو عروج پر لے کر جائیں اور اُن کا ایسا استعمال کریں جو جہاں انسان کے اپنے فائدہ کے لئے ہو، اپنے لئے فائدہ مند ہو وہاں خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے بھی فائدہ مند ہو۔ گمراہی، ناکامی اور تباہی سے بچے۔ پس یہ سب چیزیں اسلام اور قرآن کی تعلیم میں ہی میسر ہیں۔

جب ایک مسلمان دنیا کو یہ بتائے کہ یہ اسلام کی تعلیم ہے اور یہ اس تعلیم کے فوائد ہیں تو دنیا کی توجہ خود بخود اس دین اور مذہب کی طرف پیدا ہو گی۔ پس جب یہ تعلیم واضح ہو جائے، اس تعلیم کے فوائد سامنے آ جائیں، اُس کی خوبیاں روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائیں اور چمک رہی ہوں تو پھر ضرورت کیا رہ جاتی ہے کہ اس کے پھیلانے کے لئے جبر کیا جائے، زبردستی کی جائے جو کہ بعض غیر مسلم مسلمانوں پر الزام بھی لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے کھلا راستہ چھوڑا ہے۔ دونوں راستوں کی نشاندہی کر دی ہے کہ یہ ہدایت کا راستہ ہے، یہ گمراہی کا راستہ ہے اور جو راستہ تم چاہو اختیار کرو۔ ہدایت کا راستہ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنو گے۔ گمراہی کا راستہ اختیار کرو گے تو سزا کے مورد ٹھہرو گے۔ پھر اس کے ساتھ ہی ہدایت کا راستہ اور گمراہی کا راستہ بتا کر مسلمانوں کے ذمہ بھی یہ کام لگا دیا کہ تمہارا کام ان راستوں کی نشاندہی کرنا ہے، دنیا کو بتانا ہے کہ یہ یہ راستے ہیں۔ لیکن کبھی اگر تمہارے ہاتھ میں طاقت بھی آ جائے تو تب بھی تم نے جبر نہیں کرنا۔ جبر کی کسی صورت میں تمہیں اجازت نہیں دی جاتی۔

پس یہاں مسلمانوں پر بھی ایک ذمہ داری لگا دی گئی ہے کہ جب تم ہدایت اور گمراہی کی قرآنی تعلیم کی روشنی میں نشاندہی کر رہے ہو تو خود بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑو گے، اپنے اخلاق کے معیار اونچے کرو گے، اپنی ذہنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو دین کی بہتری اور اُس کے پھیلانے کے لئے خرچ کرو گے، تبھی تبلیغ کے کام کو صحیح رنگ میں انجام دے سکتے ہو۔ پس جب ایک مسلمان کے، ایک احمدی کے قول و عمل دیکھ کر نیکیوں کو اپنانے کی خاطر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جب کوئی یہ پیغام قبول کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ جزا پانے والا ہو گا۔ اور جو کوئی شیطانی طاقتوں اور لالچوں کی وجہ سے انکار کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سزا پانے والا ٹھہرے گا۔ پھر فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے شیطانی طاقتوں اور لالچوں کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کو مضبوط کرے تو گویا اُس نے ایک ایسے کڑے یا ایسی مضبوط چیز پر ہاتھ ڈالا ہے جو قابلِ اعتماد بھی ہے اور نہ ٹوٹنے والی بھی۔ پس جو نیک نیتی سے یہ کام کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث ہو گا۔

پس یہ تعلیم جو مسلمان کو دی گئی ہے، ایک مومن کو دی گئی ہے یہی تعلیم ہے جس پر عمل کر کے ایک احمدی حقیقی مومن کہلا سکتا ہے۔ جب دوسرے کو مضبوط کڑے کو پکڑنے کی تلقین کی جا رہی ہے، جب دنیا کو بتایا جا رہا ہے کہ اب حق صرف اور صرف اسلام کی تعلیم میں ہے تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ خود اپنے اوپر بھی اس تعلیم کے عملی اظہار کی ضرورت ہے۔ خود کس قدر ایک احمدی مسلمان عورت اور مرد پر ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان مضبوط کرتے ہوئے اسلام کی اس کامل تعلیم، رہنما تعلیم، دنیا و عاقبت سنوارنے والی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اس مضبوط کڑے پر ہاتھ ڈالے اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھے۔

یہاں عُروَۃ کے مختلف معنی بھی بتانا چاہوں گا۔ عُروَۃ کے معنی ہیں دستہ یا ہینڈل (Handle)۔ اس چیز کے بھی ہوتے ہیں جس سے کسی چیز کو پکڑا جاتا ہے۔ عُروَۃ اُس چیز کو بھی کہتے ہیں جس پر اعتبار کیا جائے۔ عُروَۃ اُس چیز کو بھی کہتے ہیں جس کی طرف مشکل وقت میں جایا جائے، مدد کے لئے رجوع کیا جائے۔ عُروَۃ ہمیشہ رہنے والی اور کبھی ضائع نہ ہونے والی چیز کو بھی کہتے ہیں۔ عُروَۃ بہترین مال بھی ہوتا ہے۔

پس عُروَۃ کو دستوں کے معنوں میں لیں گے تو مطلب ہو گا کہ دین کی تعلیم کے برتن کو مضبوطی سے پکڑ لیا تا کہ دین کے مائدہ سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اس میں وہ روحانی غذا ہے، دینی تعلیم ہے جس سے آپ فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔ حسبِ ضرورت اپنی بھوک اور پیاس مٹا سکتی ہیں۔

عُروَۃ کو جب اعتبار اور سہارے کے معنوں میں استعمال کیا جائے تو مطلب ہے کہ دین ہی ہے جس کے سہارے انسان اپنے نیک انجام تک پہنچ سکتا ہے۔ وہ رسّہ ہے جس کے سہارے اوپر چڑھ کر انسان ترقی کی منازل طے کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح جماعت کی ترقی کا بھی حصہ بن سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران:104)۔ تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ مت ڈالو۔

پس اب کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامل دین اسلام ہی ہے اس لئے اس دین کی تعلیم کا سہارا تلاش کرو۔ اگر اِدھر اُدھر کے سہارے تلاش کئے تو گر جاؤ گے، گڑھوں میں گر جاؤ گے۔ آپس کی اکائی بھی دینی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی قائم رہے گی۔ جماعت کی مضبوطی بھی دینی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی قائم رہے گی۔ تمہارا اپنا بھی حقیقی مسلمان اور مومن کہلانا اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک یہ دین کا کڑا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ ہر مصیبت میں اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل ہی ایک انسان کے لئے چین و سکون کا باعث بن سکتا ہے۔ پس ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کے لئے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحۃ: 6) کی دعا ہمیشہ کرتا رہے۔ خدا تعالیٰ سے اُس کا فضل مانگتے ہوئے دین پر قائم رہنے کی کوشش کرے، اپنے ایمان کو مضبوط کرے، حقیقی مومن بنے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے ایک جگہ سورۃ نور میں کہ اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْاۤ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ـ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (النور:52) یعنی مومنوں کا قول جب اُنہیں اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے، محض یہ ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اور یہی ہیں جو مراد پانے والے ہیں۔ پس جب تک ہر احمدی مرد عورت کی طرف سے یہاں پوری طرح سننے اور اطاعت کرنے کا مظاہرہ نہیں ہو گا، اُس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتے۔

پھر فرمایا: وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ (النور:53) اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اُس کا تقویٰ اختیار کرے تو یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

پس پھر یہاں اللہ اور رسول کی اطاعت، دین کی تعلیم پر عمل، اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جو کامیابیاں عطا کرتا ہے اس کے بغیر کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

پھر فرمایا: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ اَمَرْتَھُمْ لَیَخْرُجُنَّ ـ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ ـ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (النور:54) اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تُو اُنہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تُو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ، دستور کے مطابق اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اُس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

پس یہاں اب یہ آیات پڑھنے کا میرا مقصد یہ تھا کہ اُن لوگوں کے لئے مزید کھول کر واضح کر دوں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ پھر یہ پابندیاں کیوں ہیں؟ یہ قواعد و ضوابط کیوں بنائے ہوئے ہیں؟ یہ اس سختی سے ہم پر پابندیاں کیوں کروائی جاتی ہیں؟ بعض دفعہ تعزیر اور سزائیں کیوں دی جاتی ہیں؟

ان آیات میں سے جیسا کہ مَیں نے کہا سورۃ نور کی آیات ہیں جو مَیں نے پڑھی ہیں ان سے واضح ہو گیا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت ضروری ہے۔ جماعت کے قواعد کی پابندی ضروری ہے جو شریعت کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ کوئی ایسا قاعدہ قانون نہیں ہے جس پر کوئی یہ انگلی اُٹھا سکے کہ یہ شریعت سے ہٹ کر ہے۔ اور خاص طور پر یہ جو آیات ہیں، یہ آیتِ استخلاف جو ہے اُس سے پہلے کی آیات تھیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر خلافت سے وابستہ رہنا ہے، جماعت سے وابستہ رہنا ہے تو اس کے لئے پھر اطاعت بھی لازمی ہے اور ضروری ہے۔

یہ سوال نہیں کہ لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا اسلام میں حکم ہے اور ہم سے زبردستی بعض کام کروائے جاتے ہیں۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ جماعت سے منسوب رہنا ہے تو ان باتوں کی پابندی کرو۔ یہ پابندی ضروری ہے۔ اس لئے لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو ایمان لے آئے ہیں اُن کو کہا جائے کہ اب جو مرضی ہے تمہاری کرو اور تم پر کسی قسم کی قدغن نہیں، کوئی پابندی نہیں، آزاد ہو۔ یہ لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ تو اُن کے لئے ہے جو ایمان لاتے ہیں اور دین چھوڑ دیتے ہیں۔ اُن پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

قرآنِ کریم کی اور بھی بہت ساری آیات ہیں جو یہ واضح کرتی ہیں کہ دین میں شامل کرنے یا نکلنے سے روکنے میں کوئی زبردستی نہیں۔ لیکن کیونکہ ایسے لوگ حق کا انکار کرنے والے ہیں اس لئے حق کے منکر کی سزا جو خدا تعالیٰ

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر223

مکرمہ زینب محمود احمد محمد صاحبہ(3)

گزشتہ قسط میں ہم نے مکرمہ زینب محمود صاحبہ کے احمدیت سے تعارف اور اپنی ایک دیرینہ خواب کی بنا پر بیعت کرنے کا ذکر کیا تھا۔اس قسط میں باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔

خیرخواہ!

مکرمہ زینب محمود صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ جہاں میرے والدصاحب مولویوں کے کہنے میں آگئے اورقبول حق سے محروم رہے،وہاں میرے سسرال نے ہماری کھل کر مخالفت کی اورطرح طرح کی دل آزار باتیں کرنے لگے۔ اس کے بالمقابل ایک عجیب واقعہ بھی ہوا جس کے بارہ میں یوں کہنا چاہئے کہ احمدیت کی کشتی میں قدم رکھتے ہی ابتلاء شروع ہوگیا۔ہوایوں کہ جس دن مَیں نے ایم ٹی اے کے پروگرام میں فون کرکے اپنا رؤیا سنایا اور بیعت کا اعلان کیا اس کے چندروز بعد ہی ایک شخص نے مجھے فون کرکے کہا: مَیں نے جماعت احمدیہ کے چینل پرآپ کی فون کال سنی ہےاورمَیں آپ سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ان لوگوں سے دُور ہی رہیں کیونکہ یہ گمراہی کے رستہ کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔اوران کے پیچھے چلنے سے تم دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاؤ گی۔

زینب محمود: تم پہلے تو یہ بتاؤ کہ تم کون ہواورتم نے میرافون نمبرکہاں سے لیاہے؟

فون کالر:مَیں آپ کاایک خیرخواہ ہوں۔

زینب محمود:تم نے میرانمبرکہاں سے حاصل کیاہے؟

فون کالر:مجھے آپ کایہ نمبرایک احمدی کی غیرموجودگی میں اس کے کمپیوٹر سے اتفاقاً مل گیا تھا۔اب مَیں بعض مولوی حضرات کو بھیجوں گا تا کہ تمہیں سمجھائیں کیونکہ تم احمدیوں کے پیچھے لگ کرغلط راستے پرچل نکلی ہو۔

زینب محمود: اگرتم ایک ملین مولویوں کوبھی بھیجوتب بھی اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔یہ مولوی مجھے کیسے مطمئن کرسکتے ہیں جبکہ میرے خدانے خوداحمدیت کی طرف میری راہنمائی کی ہےاورظاہری آنکھ سے دیکھنے سے قبل دل کی آنکھ سے رؤیامیں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی تصویر مجھے دکھادی۔پھراللہ تعالیٰ نے خود ہی مجھے ان لوگوں سے ملادیا ہے۔کیا ایسا ہونے کے بعدبھی مَیں اس راہ کوچھوڑدوں گی؟ ہرگزنہیں۔

میرا یہ جواب سن کروہ مجھ سے طرح طرح کے سوال پوچھنے لگااورمَیں بفضلہٖ تعالیٰ چنددن کی ایم ٹی اے کی تعلیم وتربیت سے ہی اس کے ہرسوال کا ایسے جواب دینے لگی جیسے کہ مَیں پیدائشی احمدی ہوں۔مجھےاپنے جوابات کی صحت کااندازہ اس بات سے ہوتا تھا کہ وہ میرے ہرجواب پرکہتا تھا کہ اس کوچھوڑو، اس بارہ میں ہم بعد میں بات کریں گے۔واضح طورپرمحسوس ہورہا تھا کہ وہ لاجواب ہوگیا ہے۔ کیونکہ وہ خودہی بات شروع کرتا تھا پھر میراجواب سن کرکہتا تھا کہ اس کوچھوڑو۔

اس کے بعد یہ شخص پورا ہفتہ مجھےفون کرکےاحمدیت سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔بالآخرمَیں نے اسے کہہ دیا کہ میرا یہاں کے احمدیوں سے رابطہ ہو یا نہ ہومَیں نے خدا کے سامنے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بیعت کرلی ہے۔لہٰذا آج کے بعد مجھےفون مت کرنا۔الحمدللہ کہ اسے میری طرف سے خاصی مایوسی کاسامنا کرنا پڑا تھا۔لہٰذا اس کےفون آنے بند ہوگئے۔پھربفضلہٖ تعالیٰ میرارابطہ مصر کے احمدیوں کے ساتھ بھی ہوگیااورمَیں نے باضابطہ طورپر بیعت بھی کرلی۔بعد میں مجھے پتہ چلا کہ یہ شخص ایک مصری احمدی کے ساتھ ایک جگہ ملازمت کرتا تھا۔اورایک روز وہ احمدی اپنا کمپیوٹر کھلا چھوڑکرکہیں گیا تواس شخص نے اس کے کمپیوٹر سے یہ معلومات چرالی تھیں۔جماعت کی ویب سائٹ اورایم ٹی اے پررابطہ کرنے والے مصری احباب سے رابطہ کرنے کے لئے ان کی تفاصیل اس مصری احمدی کو ارسال کی جاتی تھیں چنانچہ اس کےکمپیوٹرسے میرانمبربھی اس شخص کومل گیا۔

تبصرہ

{یہ شخص اپنی دانست میں زینب محمود صاحبہ کوگمراہ ہوتا دیکھ کرصراطِ مستقیم کی طرف دعوت دے رہا تھا۔لیکن یہ کیسا ’’صراطِ مستقیم‘‘ ہے جس کی طرف دعوت دینے والا خودایک چورہے؟اوریہ عجیب منافق طبع خیرخواہ ہے جوایک طرف تجسس کرتا اورامانتوں میں خیانت کرتا ہےتو دوسری طرف نیکی وتقویٰ کے لبادے اوڑھ کراپنی پارسائی اور غیروں کی گمراہی کے فتوے بانٹتا پھررہا ہے۔بلا شبہ یہ شیطان کے کام ہیں کہ وہ خدا کے نیک بندوں کوصحیح راستے پرچلنے سے روکتا ہےاوراس پراپنی کمین گاہ بنا کربیٹھ جاتا ہے۔لیکن جیسا کہ خداتعالیٰ نے ازل سےفرمایا ہواہے کہ: إِنّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَان (الحجر:43)۔ یعنی جومیرے بندے ہوں گے تجھے ان پرکچھ دسترس نہیں مل سکے گی۔ایسا ہی یہاں ہوااورمکرمہ زینب محمود صاحبہ کاایک ہی جملہ ایسا ہتھوڑا ثابت ہوا جس نے باطل کا سر پھوڑ کے رکھ دیا۔انہوں نے کہا کہ تم نے جوکرنا ہے کرلو، چاہے ایک ملین مولوی بھی بھیجوتب بھی مَیں تمہیں بتائے دیتی ہوں کہ قبول احمدیت کے لئے میرے خدانے میری راہنمائی کی ہےلہٰذا تم جیسےلوگ مجھے اس راستہ سےکبھی باز نہیں رکھ سکتے۔ندیم}

مکرمہ زینب محمود صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ قبول احمدیت کے لئے دل سے تیارہونے اوربیعت کرنے کے بعداللہ تعالیٰ نے رؤیائے صادقہ کے ذریعہ مجھےایسی بشارات سےنوازا کہ جس سے صداقتِ احمدیت مزیدقوت کے ساتھ میرے دل میں جاگزیں ہوگئی۔چندایک ایسے امور کا ذکر ذیل میں کیاجاتاہے۔

خاونداوربیٹے کے بارہ میں خوشخبری

جن ایام میں مَیں بےچینی کے ساتھ بیعت فارم پُر کرنے کا انتظار کررہی تھی انہی ایام میں ایم ٹی اے کے بعض پروگرامز سےمَیں نے بیعت کے الفاظ پڑھےتوان کو یادکرکے اکثرروتی رہتی تھی کیونکہ میرادل چاہتا تھا کہ جتنی جلدی ممکن ہومَیں بیعت کرکے باضابطہ طورپرحضرت امام مہدیؑ کی جماعت میں شامل ہوجاؤں۔انہی دنوں میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں ایک کشتی میں سوار ہوں۔ میرا چودہ سالہ بیٹا ہشام اورمیرا خاوندبھی اس کشتی میں میرے ساتھ ہیں۔یہ کشتی ایک ایسے سمندر میں چل رہی ہے جس کا منظرنہایت دلربا ہے۔اس کے ساحل پردرخت لگے ہوئے ہیں۔جب بھی یہ کشتی ساحل کے قریب سے گزرتی ہے توہردرخت قرآن کریم کی کوئی نہ کوئی چھوٹی سورت پڑھنے لگتا ہے۔عجیب بات یہ ہے کہ ہردرخت کا قرآن پڑھنے کا اندازبھی مختلف اورآوازبھی مختلف ہے۔ ہم اس کشتی کی اوپروالی منزل میں جاتے ہیں تو سمندرکی ایک موج ہمیں نہایت بلند مقام پرلے جاتی ہے جہاں سے سمندرکا پانی نہایت صاف اورشفاف نظرآتا ہے اور دُورسے بلندوبالاآبشاریں نظرآنےلگتی ہیں۔اس سیر کے بعدہم ساحل پراترجاتے ہیں۔

مَیں نے پہلےکبھی ایسارؤیانہیں دیکھا تھا۔اس رؤیا کو دیکھنے کے بعدمَیں بہت خوش اورحیران بھی تھی کیونکہ اس کی صحیح تعبیر سے ناواقف تھی۔بیعت کے بعدمَیں اپنے بیٹے کو احمدیت کے بارہ میں تبلیغ کرتی رہی اورہرمسئلے کے بارہ میں بتاتی رہی بالآخر چندماہ کی کوشش کے بعدمیرے بیٹے نے بیعت کرلی۔اسی طرح میری بیعت کے ایک سال بعد میرے خاوند نے بھی بیعت کرلی۔اس وقت مجھے اس رؤیا کی سمجھ آئی کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت تھی کہ ہمارے گھر سے احمدیت کی کشتی میں بیٹھ کر عظیم روحانی سفر میں میرا خاونداورمیرا بیٹامیرے ساتھ ہوں گے۔فالحمدللہ۔

زیارتِ رسولؐ

بیعت فارم پُرکرنے کے لئے جانے سے ایک روز قبل میری خوشی کی انتہانہ تھی۔مجھے بہت جلد اگلی صبح ہونے کا انتظارتھا تاوہ وقت جلدآئے جب مَیں بیعت کرکے امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہوجاؤں۔اس رات جب سوئی تورؤیامیں دیکھا کہ مَیں اپنی بڑی بیٹی کے ساتھ ہوں اوراسے کہتی ہوں کہ امام مہدی آگئے ہیں اس لئے میرے ساتھ آجاؤ ہم چل کے ان کی بیعت کرتے ہیں۔تھوڑی دورجاکردیکھتی ہوں کہ میرے والداورسسر کے درمیان ایک شخص کھڑا ہے مَیں اس کی طرف دیکھتی ہوں تووہ ہمیں لےکرایک گھر میں داخل ہوتا ہے۔جب وہ داخل ہوتے ہوئے رکتا ہے توخواب میں ہی میرے دل میں آتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔آپ نے اپنی چادراورسفید عمامہ زیب تن کیا ہوا ہے۔آپ میری طرف دیکھ کرمسکراتے ہیں۔وہاں اوربھی تین عورتیں موجود ہیں نیز میری بیٹی بھی ہے لیکن آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم صرف مجھےہی سلام کرتے ہیں۔مجھے اس بات سے خواب میں ہی تشویش ہوئی کہ میری بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ شفقت سے محروم رہی۔

یہ رؤیا توختم ہوگیا لیکن اس کی تعبیر مجھے بعد میں سمجھ آئی جو یہ تھی کہ امام مہدی کی بیعت دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہے۔آپؐ کا مجھے سلام فرمانا اور میری بیٹی کے محروم رہنے کا مطلب بھی واضح ہوگیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھےتو بیعت کی توفیق عطافرمائی اورمیری بیٹی باوجودسب کچھ جاننے کے ابھی تک اس نعمت سے محروم ہے۔

حیاۃ محمدؐ اورمنارۂ بیضاء

بیعت کے ایک ہفتہ بعد میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تالیف حیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (دیباچہ تفسیرالقرآن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پرمشتمل حصہ) کا مطالعہ شروع کیا۔میں زندگی میں پہلی بارآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اس قدرتفصیل کے ساتھ پڑھ رہی تھی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات کا مؤثر ترین بیان پڑھ کرمیری آنکھیں بار بار بھیگ جاتیں حتی کہ بارہا آنسواپنی حدوں سے نکلتے ہوئے کتاب کے اوراق کو تر کرجاتے تھے۔اس کتاب کے مطالعہ کے دوران مَیں نے خواب میں ایک بلند منارہ دیکھا جس کے اردگرد بہت سے لوگ تھے جنہوں نے احرام باندھ رکھے تھےاورکہہ رہے تھے کہ یہ منارۂ بیضاء ہےاوروہ بڑی سرعت اورفرحت کے ساتھ اس منارہ کےاوپر چڑھ رہے تھے۔

انہی دنوں میں مَیں اپنے سسرال اوردیگرافرادخاندان کواحمدیت کے بارہ میں بتارہی تھی لیکن ان کی طرف سے مسلسل انکارسامنے آرہا تھا بلکہ وہ مجھے بھی طرح طرح کے القاب سے پکاررہے تھے۔ایک دن ان کےایسےہی اقوال کی وجہ سے میری طبیعت بہت بوجھل تھی۔اس رات سوئی تو پھر یہی مذکورہ منارہ خواب میں دیکھا۔لیکن اس دفعہ یہ دیکھا کہ یہ منارہ میرے گھر کے پڑوس میں ہے اورمیرے کمرے کی کھڑکی سے بہت اچھا نظرآتا ہے۔مَیں سوچتی رہی کہ نجانے یہ کونسا منارہ ہے اورخواب میں اس کا کیا مطلب ہے؟ پھرایم ٹی اے دیکھتے دیکھتے ایک دن جب قادیان کی مسجداقصیٰ دیکھی تواس کے ساتھ بعینہٖ وہی منارۂ بیضاءنظرآیا جو مجھے دومرتبہ خواب میں دکھایا گیا تھا۔اس منارہ کودیکھتے ہی مجھے میری خوابوں کی تعبیر بھی سمجھ آگئی یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے خبردی تھی کہ حق کو نہ ماننے والوں کی باتوں کا برا نہ مناؤں کیوں کہ میں ہی حق پرہوں۔

بھائیوں کی مخالفت

بیعت کے بعدمَیں نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی سیرت پرمکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کی کتاب ’’السیرۃ المطہرۃ‘‘ پڑھنی شروع کی۔اس کے مطالعہ کے دوران میری اپنے بھائیوں کے ساتھ احمدیت کے موضوع پربات ہونے لگی۔مَیں حضورؑ کی سیرت کے واقعات اورآپ کی صداقت کے دلائل پڑھ پڑھ کرانہیں سناتی رہی لیکن ان کی طرف سے انکاراوراعراض ملتا بلکہ وہ مجھے ہی ملامت کرنے لگتے۔تنگ آکر میں ان کے لئے دعا کرتی ہوئی اپنے گھرلوٹ آئی۔ اس رات سوئی تو خواب میں خودکو یہ آیت نہایت بلندآواز میں پڑھتے ہوئے دیکھا:اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَااللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ(حٰمٓ سجدہ:31) یعنی:یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیارکی،اُن پربکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرواورغم نہ کھاؤ اوراس جنت (کے ملنے) سے خوش ہوجاؤ جس کاتم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

مَیں یہ آیت اس قدر بلندآواز میں پڑھ رہی تھی کہ میرا خاونددیکھ اورسن کرحیران ہوگیا۔اس نے مجھے جگایا اور پوچھا کہ کیابات ہے؟مَیں نے کہامَیں توسورہی تھی اورخواب میں یہ آیت پڑھ رہی تھی۔اس نے بتایا کہ تم اس قدر بلندآواز میں پڑھ رہی تھی کہ مَیں نے بھی یہ آیت بوضاحت سنی ہے۔

بہرحال،حضرت امام مہدی علیہ السلام پرایمان اور ان کے خلیفہ کی بیعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہرمعاملہ میں میری راہنمائی فرمائی اور ہرمشکل میں خودتسلّی دی اوراطمینان بخش رؤیائے صالحہ سے میری مددفرمائی۔فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

مکرمہ زینب محمود صاحبہ کے سفر کے باقی واقعات اگلی قسط میں بیان کئے جائیں گے۔

(باقی آئندہ)

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر32

متی باب22

مسیحی مفسرین ایک طرف تو نئے عہد نامہ کو خدا کا کلام قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اس کی طرف ایسی غلطیاں بھی منسوب کرتے ہیں جو انسانی کلام میں پائی جاتی ہیں۔ انٹر پریٹرز بائبل کے ایڈیٹر 22 باب آیت 1 تا 14 کے متعلق لکھتے ہیں:۔

When this section is compared with Luke 14:16-24, it is easy to see that both evangelists have made addition to the original parable.

معروف مفسر Arthur S. Peaks اس حصہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

This section is difficult. 1-10 has many resemblances to, but is not identical with, Lk, 14:16-24 Luks form but Mt.'s position is perhaps the more original 11-13 is found in Mt. only and appears to belong to another parable, the beginning of which has been lost.

لوقا کی تفسیر کرتے ہوئے اس موقعہ پر انٹر پریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

Parable of the great Banquet (14:15-24) there is a variant in Matt. 22:2-10 but the differences are such as to suggest that Matthew drew it from some source other than Luks and the Luks version is closer to the original.

متی کے باب 22 کی آیت 1 تا 14 میں ایک غلطی جو ایک عام قاری بھی فوری طور پر نوٹ کر سکتا ہے یہ ہے کہ بادشاہ نے اپنے بیٹے کی شادی میں جن مہمانوں کو بلایا انہوں نے بہانے بنا کر معذرت کر لی اور شادی کی دعوت میں شامل نہ ہوئے تب بادشاہ نے نوکروں کو بھیجا کہ راستوں کے ناکوں پر جاؤ اور جتنے تمہیں ملیں شادی میں بلا لاؤ۔ اور وہ نوکر باہر راستوں پر جا کر جو انہیں ملے کیا برے کیا بھلے سب کو جمع کر لائے اور شادی کی محفل مہمانوں سے بھر گئی۔ اور جب بادشاہ مہمانوں کو دیکھنے کو اندر آیا تو اس نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا جو شادی کے لباس میں نہ تھا۔ اور اس نے اس سے کہا میاں تو شادی کی پوشاک پہنے بغیر یہاں کیونکر آ گیا؟ لیکن اس کا منہ بند ہو گیا۔ اس پر بادشاہ نے خادموں سے کہا اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر باہر اندھیرے میں ڈال دو۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔

(متی باب22 آیت9 تا13)

متی کا انجیل نویس چونکہ انسان تھا خدا نہیں تھا اس لئے وہ بھول گیا کہ یہ مہمان اصل مہمان نہیں بلکہ فوری طور پر راہ چلتے، راستہ کے ناکوں سے پکڑ کر بلائے گئے ہیں اور ان میں سے ایک کو اس لئے باہر اندھیرے میں ڈالنا جہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا کا کوئی جوڑ اس تمثیل سے نہیں ہے یہ مہمان تو سارے ہی راہ چلتے پکڑ کر بلائے گئے ہیں اور شادی کے لباس کی ان سے توقع نہیں ہو سکتی۔ صاف ظاہر ہے کہ متی کے انجیل نویس نے یہاں دو الگ الگ تمثیلوں کو گڈمڈ کر دیا ہے اس لئے لوقا میں تمثیل کا یہ حصہ نہیں ہے۔

بہتر یہ ہوگا کہ عیسائی مفسر اس کتاب کو Word of god نہ کہیں تا کہ ان اعتراضات سے بچ جائیں۔

متی کے باب 22 کی آیت 15 تا 21 یسوع کے مخالفین کی ایک کوشش کا ذکر ہے جس کے ذریعہ مخالفین نے ان کو رومن حکومت کا دشمن قرار دے کر اور قیصر کا باغی قرار دے کر ان کو موت کی سزا دلوانے کا ایک بہانہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ حضرت مسیح نے بڑی حکمت کے ساتھ ان کی شرارت کو یہ کہہ کر ٹال دیا ہے کہ اگر سکّہ پر قیصر کی تصویر ہے تو پھر جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو۔ اس حصہ کی عبارت اس طرح ہے:۔

اس وقت فریسیوں نے جا کر مشورہ کیا کہ اسے کیونکر باتوں میں پھنسائیں۔ پس انہوں نے اپنے شاگردوں کو ہیرودیوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا اور انہوں نے کہا اے استاد ہم جانتے ہیں کہ تو سچا ہے اور سچائی سے خدا کی راہ کی تعلیم دیتا ہے اور کسی کی پروا نہیں کرتا کیونکہ تو کسی آدمی کا طرفدار نہیں۔ پس ہمیں بتا تُو کیا سمجھتا ہے؟ قیصر کو جزیہ دینا روا ہے یا نہیں؟ یسوع نے ان کی شرارت جان کر کہا اے ریاکارو مجھے کیوں آزماتے ہو؟ جزیہ کا سکہ مجھے دکھاؤ۔ وہ ایک دینار اس کے پاس لائے۔ اس نے ان سے کہا یہ صورت اور نام کس کا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا قیصر کا۔ اس پر اس نے ان سے کہا پس جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو۔ (متی باب 22 آیت 15 تا21)

صاف ظاہر ہے کہ یسوع کے مخالفین ان کو رومن حکومت کے قانون میں باغی بنانے کے لئے اور رومن حکومت سے سزا دلوانے کے لئے ایک چال چلی جس کو یسوع نے اپنی حکمت اور ذہانت کے ساتھ ناکام کر دیا۔ مگر بعض مسیحی مفسرین نے اس سے کوئی غیر معمولی استنباط کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں ایسے معنے ڈالنے کی کوشش کی ہے جن کا اس عبارت سے کوئی تعلق نہیں، چنانچہ پادری ڈمیلو صاحب لکھتے ہیں:۔

Render therefore unto Caesar. A pregrant saying, destroying the basic of Jewish nationalism, and defining the relation Church and state for all time. A brief exposition must suffice. Christ showed, (1) His sympathy with imperialms as opposed to national and racial particularism.

پادری صاحب نے جو یہ استنباط کرنے کی کوشش کی ہے وہ ایک ایسی بات سے استنباط ہے جو یسوع نے صرف اپنے آپ کو مخالفین کے Trap سے بچنے کے لئے اور رومن حکومت کا باغی بن کر ان کی گرفت سے بچنے کے لئے بھی ہے یہاں کسی محدود Racialism سے نکل کر وسیع اور بین الاقوامی وسعت سے تعلق رکھنے کا کوئی اظہار نہیں۔ یسوع کا Racism اور ان کا یہودی Ethnic تنگی میں محصول ہونا تو ان کے قول و عمل سے بالکل واضح ہے، لکھا ہے:۔

پھر یسوع وہاں سے نکل کر صور اور صیدا کے علاقہ کو روانہ ہوا۔ اور دیکھو ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکلی اور پکار کر کہنے لگی اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر۔ ایک بدروح میری بیٹی کو بہت ستاتی ہے۔ مگر اس نے اسے کچھ جواب نہ دیا اور اس کے شاگردوں نے پاس آ کر اس سے یہ عرض کی کہ اسے رخصت کر دے کیونکہ وہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ مَیں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ مگر اس نے آ کر اسے سجدہ کیا اور کہا اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب میں کہا لڑکوں کی روٹی لے کر کتّوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔ (متی باب15 آیت21 تا27)

فرمایئے پادری صاحب کہاں ہے وہ آپ کی عمارت جو آپ نے یسوع کے بین الاقوامی وسعت کے بارہ میں بنائی تھی کیا یسوع نے آپ کی یہ عمارت اپنے الفاظ اور اپنے اس عمل سے زمین پر گرا نہیں دی۔

متی باب22 آیت23 تا33 میں حضرت مسیح کی صدوقی فرقوں کے لوگوں سے ایک بحث کا ذکر ہے جس کا تعلق صدوقی فرقے کے اس عقیدہ سے ہے کہ قیامت نہیں ہوگی اس بحث کو اگر غور سے پڑھا جائے تو بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ یسوع کا تعلق Mainstream یہودیت سے تھا اور وہ یہودیت کے تمام عقائد کو مانتے تھے اور پرانے عہد نامہ کو بھی کتاب مقدس خیال کرتے تھے حالانکہ بعد کا عیسائی چرچ پرانے عہد نامہ کو لفظاً تو کتاب مقدس قرار دیتا ہے مگر اس کو واجب العمل نہیں سمجھتا، لکھا ہے:۔

اسی دن صدوقی جو کہتے ہیں کہ قیامت ہے ہی نہیں اس کے پاس آئے اور اس سے یہ سوال کیا کہ اے استاد موسٰی نے کہا تھا کہ اگر کوئی بے اولاد مر جائے تو اس کا بھائی اس کی بیوی سے بیاہ کر لے اور اپنے بھائی کے لئے نسل پیدا کرے۔ اب ہمارے درمیان سات بھائی تھے اور پہلا بیاہ کر کے مر گیا اور اس سبب سے کہ اس کے اولاد نہ تھی اپنی بیوی اپنے بھائی کے لئے چھوڑ گیا۔ اسی طرح دوسرا اور تیسرا بھی ساتویں تک۔ سب کے بعد وہ عورت بھی مر گئی۔ پس وہ قیامت میں ان ساتوں میں سے کس کی بیوی ہوگی؟ کیونکہ سب نے اس سے بیاہ کیا تھا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ تم گمراہ ہو اس لئے کہ نہ کتاب مقدس کو جانتے ہو نہ خدا کی قدرت کو۔ کیونکہ قیامت میں بیاہ شادی نہ ہوگی بلکہ لوگ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہوں گے۔ مگر مردوں کے جی اٹھنے کی بابت جو خدا نے تمہیں فرمایا تھا کیا تم نے وہ نہیں پڑھا کہ مَیں ابرہام کا خدا اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں؟ وہ تو مردوں کا خدا نہیں بلکہ زندوں کا ہے۔ لوگ یہ سن کر اس کی تعلیم سے حیران ہوئے۔

(متی باب22 آیت23 تا33)

اگر یسوع یہودی تعلیم اور پرانے عہد نامہ کی تعلیم کو سچا اور واجب العمل نہیں سمجھتے تھے تو ان کو تو کہنا چاہئے تھا کہ یہ اعتراض جو تم نے بظاہر نظر پرانے عہد نامہ کی تعلیم کے بارہ میں اٹھایا ہے ان کے خلاف پیدا ہو جاتا ہے جو پرانے عہد نامہ کو خدا کا مقدس کلام مانتے ہیں اور اس کی دی ہوئی تعلیم کو عقیدتاً ماننا بھی ضروری جانتے ہیں اور اس پر عمل کرنا بھی لازمی سمجھتے ہیں مگر میں نے تو تمہیں (بقول پولوس) شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا ہے یہ سوال تو اپنے آپ سے یا اپنے ساتھی راسخ العقیدہ یہود سے پوچھو۔ مَیں تو آیا ہی اس لئے ہوں کہ تمہیں اس لعنت سے چھڑاؤں۔ مگر یسوع یہاں پرانے عہد نامہ کو کتاب مقدس قرار دیتے ہیں اور اس تضاد کو جو صدوقی فرقہ کے لوگوں نے پرانے عہد نامہ میں تضاد کے طور پر پیش کیا تھا، تضاد قرار نہیں دیتے۔ بلکہ اس کی شرح کر کے اس کو درست قرار دیتے ہیں۔ اس ایک پیرا سے ہی ظاہر ہے کہ یسوع کے نزدیک یہودی شریعت واجب العمل تھی اور پرانے عہد نامہ ہی حقیقتاً کتاب مقدس تھا۔ اور آج کل کا عیسائی چرچ ہرگز یسوع کی اصل تعلیم پر عامل نہیں ہے۔

متی کے 22 باب میں صدوقیوں سے بحث میں حضرت مسیح کی فتح سے فریسیوں میں حضرت مسیح کا ایک احترام اور اعزاز قائم ہوا، لکھا ہے:۔

اور جب فریسیوں نے سنا کہ اس نے صدوقیوں کا منہ بند کر دیا تو وہ جمع ہو گئے۔ اور ان میں سے ایک عالم شرع نے آزمانے کے لئے اس سے پوچھا۔ اے استاد توریت میں کون سا حکم بڑا ہے؟

اس نے اس سے کہا کہ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔ اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ انہی دو حکموں پر تمام توریت اور انبیا کے صحیفوں کا مدار ہے۔

(متی باب22 آیت34 تا40)

یہ مضمون مرقس میں اس طرح ہے:۔

فقیہہ نے اس سے کہا:۔ اے استاد! بہت خوب تو نے سچ کہا وہ ایک ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں اور اس سے سارے دل اور ساری عقل اور ساری طاقت سے محبت رکھنا اور اپنے پڑوسی سے محبت رکھنا سب سوختنی قربانیوں اور ذبیحوں سے بڑھ کر ہے۔ جب یسوع نے دیکھا کہ اس نے دانائی سے جواب دیا تو اس سے کہا:۔ تو خدا کی بادشاہی سے دُور نہیں۔ (مرقس باب12 آیت28 تا34)

ان دونوں مضامین سے ملتا جلتا مضمون لوقا میں اس طرح ہے:۔

اور دیکھو ایک عالم شرح اٹھا اور یہ کہہ کر اس کی آزمائش کرنے لگا کہ اے استاد مَیں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں اس نے کہا توریت میں کیا لکھا ہے تو کس طرح پڑھتا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ اس نے اس سے کہا تو نے ٹھیک جواب دیا یہی کر تو تُو جئے گا۔

(لوقا باب12 آیت25 تا28)

اب مَیں بڑے درد کے ساتھ مسیحی حضرات کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ وہ ان تینوں حوالوں کا پڑھ کر دیانت داری سے فیصلہ کریں کہ یسوع مسیح کا کیا عقیدہ تھا۔ کیا یسوع مسیح آج کے چرچ کے عقیدوں کی طرح تثلیث اور الوہیت مسیح یا کفارہ کے قائل تھے اور ان تینوں عبارتوں سے یسوع مسیح کے بنیادی عقائد میں اور یہودی علماء کے بنیادی عقائد میں کوئی فرق نظر آتا ہے؟

شکر ہے کہ پادری ڈمیلو صاحب بھی جو رسمی عیسائی عقائد کے سختی سے قائل ہیں یہ کہنے پر مجبور ہوئے ہیں:۔

Which is the great commandment? A question debated by the Jewish school. The best Jewish opinion conincided with our lords.

تو پھر آپ جو یسوع کے مرید ہونے کے مدعی ہیں کیوں یسوع سے اتفاق نہیں کرتے اور پولوس اور اس کے تابعین کے زیر اثر آپ نے تثلیث و کفارہ اور الوہیت مسیح کو بنیادی عقائد کا مقام دے رکھا ہے۔ ان کی طرف اشارہ بھی یہاں نہیں ہے۔

یہود کے علماء اور یسوع مسیح کی بنیادی تعلیم میں اشتراک کو Peaks Commentary on the Bible کے ایڈیٹروں نے بھی محسوس کیا ہے، لکھا ہے:۔

In Mt. and Mk. Jesus brings together the love of God (Dt. 6:5) and the love of

باقی صفحہ نمبر11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حقیقی مومن وہی ہے کہ جب وہ ترقی کرتا ہے تو باقی افرادِ جماعت کی ترقی کے لئے بھی کوشاں ہوتا ہے، اُن کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اُن کو بھی نیکیوں کی دوڑ میں اپنے ساتھ شامل کرتا ہے۔ اُن کے لئے بھی مواقع مہیا کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ آگے بڑھیں تا کہ جماعت کی ترقی کا پہیہ تیزی سے آگے کی طرف چلتا چلا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ انسانیت کی خدمت نیکیاں پھیلانے سے ہی ہو سکتی ہے۔ آج دنیا میں من حیث الجماعت صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو رحمۃ للعالمین کی رحمت سے دنیا کو حصہ دلانے اور نیکیاں بکھیرنے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے اور اس کا حق ادا کرنے کیلئے اپنی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔

پس آج روئے زمین پر صرف احمدی ہیں، آپ ہیں جو کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاس کا مصداق بن کر فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَات کو قائم کئے ہوئے ہیں، اس پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نیکیوں کے حصول اور اُن میں آگے بڑھتے چلے جانے اور جماعت کی ترقی اور اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے لئے جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرتے چلے جانے والے ہیں۔ کوئی دشمن، کوئی طاقت جماعت احمدیہ کی ترقی کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی۔

تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے چندے کے چندے تمام کے تمام وہ چندے ہیں جو مرکزی چندے ہوتے ہیں۔ ان کا مقامی یا نیشنل اخراجات پر خرچ نہیں ہو رہا ہوتا۔ مرکز کے تحت دنیا بھر میں ہونے والے کاموں اور اخراجات کا اجمالی تذکرہ۔ یہ جو کام ہیں یہ جماعت کی ترقی کے لئے ہیں۔ دنیا کو اسلام کی تعلیم سے روشناس کرانے کے لئے ہیں۔ انسانیت کی خدمت کے لئے یہ کام ہیں۔

دنیا کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والے مالی قربانی کے نہایت درجہ ایمان افروز واقعات کا روح پرور تذکرہ

تحریک جدید کے 79ویں سال کے آغاز کا اعلان

اس سال 72 لاکھ 15 ہزار 700 پاؤنڈ کی قربانی تحریک جدید میں پیش کی گئی جو گزشتہ سال سے تقریباً 5 لاکھ 84 ہزار 700 پاؤنڈ زیادہ ہے۔

پاکستان نے اپنی پوزیشن برقرار رکھی۔ دیگر جماعتوں میں امریکہ اوّل، جرمنی دوم اور برطانیہ تیسرے نمبر پر۔

اللہ تعالیٰ سب قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 09 نومبر 2012ء بمطابق 09 نبوت 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ۔ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَاتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر:149)

اس آیت کا ترجمہ ہے: اور ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ایک ایسا حکم ارشاد فرمایا ہے جو ہر فرد جماعت کی ہر قسم کی ترقی کے لئے بھی ضروری ہے، یعنی ہر ایسی ترقی جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بناتی ہے اور مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے کو حقیقی مسلمان بناتی ہے۔ اور بحیثیت مجموعی جماعت کی ترقی کے لئے بھی ضروری ہے۔ اور وہ حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ایک حقیقی مومن کا، ایک حقیقی مسلمان کا حقیقی مومنین کی جماعت کا مطمح نظر نیکیوں میں آگے بڑھنا ہونا چاہئے۔

دنیا میں جو کروڑوں اربوں انسان بستے ہیں اِلَّا مَاشَاءَ اللہ ہر ایک کا زندگی کا ایک مقصد ہوتا ہے جس کو حاصل کرنے کی وہ کوشش کرتا ہے۔ کوئی کسی ایک مقصد کے پیچھے پڑا ہوا ہے تو کوئی کسی دوسرے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ برائیاں کرنے والے جو ہیں اُن کا بھی کوئی مقصد ہوتا ہے جس کے حاصل کرنے کی وہ کوشش کرتے ہیں۔ چاہے وہ برے نتائج پیدا کرنے والے ہوں، چاہے وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے والی ہو۔ مثلاً ایک چور ہی ہے، وہ اپنے دن کا اکثر وقت اس منصوبہ بندی میں ہی صَرف کرتا ہے کہ میں نے رات کو کہاں کہاں اور کس طرح چوری کرنی ہے؟ یا ڈاکو ہیں تو وہ اپنے ڈاکے ڈالنے کے مقصد کے حصول کے لئے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ کچھ لوگ نیکی اور مذہب کے نام پر ظلم کو ہی اپنا مقصد اور مطمح نظر بنا لیتے ہیں اور اس کے لئے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ معصوم بچوں کو اس کے لئے تربیت دیتے ہیں۔ اس کے لئے روپیہ اور وقت خرچ کرتے ہیں۔ بچوں کے ذہنوں کو ایک لمبی تربیت سے سوچ سمجھ سے بالکل خالی کر کے پھر اُن سے خودکش حملے کرواتے ہیں۔ دہشت گردی کے حملے کروا کر معصوم جانوں کو ضائع کرتے ہیں اور بدقسمتی سے اس وقت یہ ظلم کرنے والی اکثریت وہ ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے اور یوں اسلام کی خوبصورت تعلیم کو بدنام کرنے والے ہیں، مسلمانوں کے نام کو بدنام کرنے والے ہیں۔ اور مذہب کے نام پر یہ سب فتنہ و فساد، ظلم و بربریت اور معصوم جانوں کے خون سے کھیلنے والے وہ لوگ ہیں جن لوگوں کے لئے، جس مذہب کے ماننے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ مطمح نظر رکھا تھا کہ فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَات۔ یعنی ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھنا تمہارا مقصد ہو۔ کسی ایک نیکی کا حصول مقصود نہیں ہے بلکہ ہر قسم کی نیکی کرنا اور اُس میں بڑھنا تمہارا مقصد ہونا چاہئے۔ تمہارا یہ مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہے۔ ہر قسم کی نیکی کرنا اور اُس کا حصول تمہارا مقصد ہے تبھی تم حقیقی مومن کہلا سکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا۔ اور ہر ایک کیلئے ایک مطمح نظر ہوتا ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے اس کو اپنا مقصد بنا لیتا ہے۔ وِجْهَةٌ کے معنی ہیں کوئی سمت یا کوئی جانب یا جہت۔ اس کے معنی راستے اور طریق کے بھی ہیں اور اس کے معنی کسی مقصد کو حاصل کرنا بھی ہیں۔ (لسان العرب زیر مادہ "وجہ")

پس ایک مومن کے لئے یہ شرط ہے کہ اس طرف منہ کرے، اُس جانب دیکھے جس طرف دیکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور پھر اُس طرف دیکھنا ہی نہیں بلکہ جس طرف دیکھ رہا ہے، وہاں جو مختلف راستے ہیں، اُن

میں سے وہ راستہ اختیار کرے جس کے اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور پھر اُس رستے کی طرف صرف منہ اُٹھا کر ہی نہیں چلتے چلے جانا بلکہ اُس راستے پر چلنے کی وجہ ایک مقصد کو پانا ہے اور وہ مقصد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے یعنی فَاسْتَبِقُوْا الْخَیْرَات۔ نیکیوں کو نہ صرف بجالانا بلکہ اُن کے معیار بھی بلند کرنا اور ان نیکیوں کو کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اور صرف ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش ہی نہیں کرنا بلکہ جو کمزور ہیں، پیچھے رہ جانے والے ہیں، اُن کو بھی ساتھ لے کر چلنا۔ یعنی جماعتی ترقی بھی ہر وقت ایک مومن کے مدّنظر ہوتی ہے۔ اس لئے حقیقی مومن وہی ہے کہ جب وہ ترقی کرتا ہے تو باقی افرادِ جماعت کی ترقی کے لئے بھی کوشاں ہوتا ہے، اُن کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اُن کو بھی نیکیوں کی دوڑ میں اپنے ساتھ شامل کرتا ہے۔ اُن کے لئے بھی مواقع مہیا کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ آگے بڑھیں تاکہ جماعت کی ترقی کا پہیہ تیزی سے آگے کی طرف گھومتا چلا جائے۔

جماعت احمدیہ یعنی وہ جماعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے اُس خیر کو پھیلانے کے لئے قائم ہوئی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اور اس خیر میں حقوق اللہ بھی ہیں اور حقوق العباد بھی ہیں، عبادات بھی ہیں اور مخلوق اور کُل عالَم انسانیت کی خدمت بھی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ انسانیت کی خدمت نیکیاں پھیلانے سے ہی ہوسکتی ہے۔ رحمت بکھیرنے سے ہی ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے مثال دی تھی بعض لوگ برائیاں کرتے ہیں اور اُس کے لئے بچوں کو تربیت دیتے ہیں، معصوم بچوں کی جانیں لینے یا اُن سے خودکش حملے کروانے سے یہ خدمت نہیں ہوسکتی۔ بموں اور توپوں اور لڑائیوں اور فسادوں سے یہ خدمت نہیں ہوسکتی۔

پس آج دنیا میں من حیث الجماعت صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو رحمۃ للعالمین کی رحمت سے دنیا کو حصہ دلانے اور نیکیاں بکھیرنے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے اور اس کا حق ادا کرنے کیلئے اپنی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ یہ کوشش اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اسلام کا پیغام دنیا کو دے کر بھی ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم کی اشاعت اور دنیا کے مختلف ممالک اور علاقوں کی زبانوں میں قرآنِ کریم کے ترجمے کر کے پھر اُن کو پھیلانے کی صورت میں بھی ہے۔ اعلیٰ اخلاقیات دنیا کو سکھانے کی صورت میں بھی ہے۔ پیار محبت کی تعلیم دنیا کو دینے کی صورت میں بھی ہے۔ انسانیت کی خدمت ہسپتالوں کے ذریعے دکھی انسانیت کا علاج مہیا کرنے کی صورت میں بھی ہے۔ دور دراز علاقوں میں تعلیم سے بے بہرہ بچوں کو، انسانوں کو، تعلیم کے زیور سے آراستہ کر کے پھر اُنہیں نیکیوں کا صحیح ادراک دلانے کی صورت میں بھی ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لا کر خدائے واحد کے آگے جھکنے والا بنانے کی صورت میں بھی ہے۔

پس جماعت احمدیہ کا مشن کوئی معمولی مشن نہیں ہے جو عہدِ بیعت ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ باندھا ہے وہ کوئی معمولی عہد نہیں ہے۔ اس کے پورا کرنے کے لئے ہمیں وہی مطمح نظر بنانا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے جس کی مَیں کچھ وضاحت کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اُن راستوں پر چلنا جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والے راستے ہیں۔ ان راستوں پر بھی جیسا کہ شیطان نے کہا تھا، شیطان سے آمنا سامنا ہوسکتا ہے جو نیکیوں کے بجالانے سے روکنے کی کوشش کرے گا۔ نیکیوں کے معیار بلند کرنے کی کوشش میں روڑے اٹکائے گا لیکن دل سے نکلی ہوئی یہ دعا کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم (الفاتحۃ:6) جو ہے شیطان کے حملوں کا توڑ کرتی چلی جائے گی۔ نیکیوں کی بلندیوں کو ایک مومن چھوتا چلا جائے گا اور خیر اُمّت میں سے ہونے کے اعزاز پاتا چلا جائے گا۔ پس اس کے حصول کے لئے ہمارے ہر بڑے چھوٹے مرد عورت، بچے بوڑھے کو کوشش کرنی چاہئے۔ تمام قسم کی نیکیاں اپنا کر اللہ تعالیٰ کے ہمارے لئے مقرر کردہ مطمح نظر اور مقصد کو ہم نے حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جن نیکیوں کے کرنے کا ایک مومن کو حکم دیا ہے اُن میں سے ایک انفاق فی سبیل اللہ بھی ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانیاں بھی ہیں۔ مالی قربانی بھی اُن مقاصد کے لئے ضروری ہے جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے یعنی اشاعتِ اسلام اور خدمتِ انسانیت۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ گزشتہ تقریباً سوا سو سال سے ان مقاصد کے حصول کے لئے افرادِ جماعت مالی قربانیاں کرتے چلے جارہے ہیں، یہ قربانی اور نیکی جماعت احمدیہ کا ایسا طرہ امتیاز ہے جس کو دیکھ کر غیر جو ہیں وہ حیران و پریشان ہوتے ہیں کیونکہ اُن کو اس بات کا فہم و ادراک نہیں کہ اس کے پیچھے کیا جذبہ کارفرما ہے۔ یقیناً یہ روح ایک احمدی میں اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا مطمح نظر فَاسْتَبِقُوْا الْخَیْرَات کو بناتا ہے۔

پس آج روئے زمین پر صرف احمدی ہیں، آپ ہیں جو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاس کا مصداق بن کر فَاسْتَبِقُوْا الْخَیْرَات کو قائم کئے ہوئے ہیں، اس پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نیکیوں کے حصول اور اُن میں آگے بڑھتے چلے جانے اور جماعت کی ترقی اور اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے لئے جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرتے چلے جانے والے ہیں۔ کوئی دشمن، کوئی طاقت جماعت احمدیہ کی ترقی کے راستے میں حائل نہیں ہوسکتی۔ کوئی حکومت، کوئی گروہ ہماری ترقی کی رفتار کو اُس وقت تک روک نہیں سکتا، کم نہیں کر سکتا جب تک ہم میں فَاسْتَبِقُوْا الْخَیْرَات کی روح قائم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس عاشقِ صادق کو مان کر ہم نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا حصہ بننے کا عہد کیا ہے، یہ عہد انشاء اللہ تعالیٰ کبھی بھی ہم میں نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانے کی روح کو کم نہیں ہونے دے گا۔ نیکی میں آگے بڑھنے کا جذبہ اور قربانی کی روح کو دیکھ کر بعض دفعہ ہمیں بھی یہ حیرت ہوتی ہے، میں بھی حیرت میں ڈوبتا ہوں کہ کیسے کیسے قربانیاں کرنے والے لوگ ہیں اور یہ نیکیاں بجالانے والے لوگ ہیں اور استقلال کے ساتھ اس پر قائم رہنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے مخلصین عطا فرمائے ہیں، آپ کی جماعت کو عطا فرمائے ہیں جو مستقل مزاجی سے یہ قربانیاں کرتے چلے جارہے ہیں، جنہوں نے فَاسْتَبِقُوْا الْخَیْرَات کی حقیقت کو سمجھا ہے۔ فَاسْتَبِقُوْا کا مطلب ہے مسلسل آگے بڑھتے چلے جانا۔ استباق کا مطلب ہے مستقل آگے بڑھتے چلے جانا اور اس کے لئے کوشش کرتے چلے جانا۔ (لسان العرب زیر مادہ "وجہ")

یہ استباق، یہ آگے بڑھنا ہمیں افرادِ جماعت میں مختلف نیکیوں کی صورت میں نظر آتا ہے جن میں سے ایک نیکی، جیسا کہ میں نے کہا، مالی قربانی بھی ہے۔ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اس مقصد کے لئے قربانی کرتی ہے۔ ان میں نئے شامل ہونے والے احمدی بھی ہیں اور پرانے احمدی بھی ہیں۔ غریب بھی ہیں، اوسط درجے کے لوگ بھی ہیں اور مقابلۃً امیر بھی ہیں۔ جس کو بھی مالی قربانی کی اہمیت کا احساس دلا دیا گیا وہ اس نیکی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کمی ہے تو احساس دلانے والوں کی طرف سے کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افرادِ جماعت کے اخلاص و وفا میں کوئی کمی نہیں۔ افرادِ جماعت کی اکثریت جیسا کہ مَیں نے کہا کم آمدنی والوں کی ہے، اس لئے قربانی کرنے والوں کی اکثریت بھی اُنہی میں سے ہے جو اپنی بہت سی خواہشات کو قربان کر کے مالی قربانی میں حصہ لیتے ہیں۔ بیشک بعض صاحبِ حیثیت مالی کشائش رکھنے والے بھی ہیں جو بڑی بڑی قربانی کرتے ہیں لیکن کم آمدنی والوں کے مقابلے میں اُن کی قربانی کی نسبت یعنی بلحاظ معیار قربانی اور بلحاظ تعداد بھی بہت کم ہے۔ اس وقت مغربی ممالک میں رہنے والے احمدیوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت نوازا ہے یا کہہ سکتے ہیں کہ اچھی خاصی اکثریت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلے سے بہت بہتر حالت میں کر دیا ہے، بہت کچھ اُنہیں عطا فرمایا ہے۔ اِن لوگوں کو صرف اپنی قربانی کو ہی نہیں دیکھنا چاہئے یا اپنی قربانی کی رقم پر ہی راضی نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ جو قربانی انہوں نے ایک سال میں دی ہے، اگلے سال میں ان کا وہ قدم آگے بڑھا ہے کہ نہیں۔ اگر نہیں بڑھا اور وہیں کھڑا ہے تو پھر فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ عموماً احمدی مسابقت کی روح کو سمجھتا ہے اور اس کے لئے کوشش کرتا ہے۔ جماعت میں علاوہ مستقل چندوں کے تحریکات بھی ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے لئے بھی جماعت کے افراد بہت قربانی کرتے ہیں۔ بعض تحریکات کسی جگہ کی لوکل جماعت کی ضروریات کے لئے ہو رہی ہوتی ہیں۔ بعض تحریکات کسی ملک کی نیشنل جماعت کے کسی پروجیکٹ کے لئے ہو رہی ہوتی ہیں۔ بہت سے ملکوں میں مرکزی طور پر بھی مساجد کے یا دوسرے پراجیکٹ چل رہے ہیں، کیونکہ یہ ضروریات، یہ اخراجات مستقل چندوں سے پورے نہیں ہوسکتے۔ تو بہرحال مستقل چندوں کے علاوہ بھی افرادِ جماعت بہت زیادہ قربانی کر رہے ہوتے ہیں۔ یعنی ایک اکثریت اُن میں سے قربانی کرنے والوں کی ہے۔

یہاں مَیں ایک بات کی وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں کہ تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے چندے تمام کے تمام وہ چندے ہیں جو مرکزی چندے ہوتے ہیں۔ ان کا خرچ مقامی یا نیشنل اخراجات پر نہیں ہو رہا ہوتا۔ یا اگر بعض غریب ملکوں میں وہیں رکھے بھی جاتے ہیں تو اُن کی صوابدید پر نہیں ہوتے بلکہ مرکز سے پوچھ کر خرچ کیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ بعض امیر ملکوں کے لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال آجاتا ہے کہ جب یہ مرکزی چندے ہیں اور ہم پر خرچ بھی نہیں ہوتے تو پھر ہم اس میں اتنا بڑھ چڑھ کر کیوں حصہ لیں؟ ہمارے اپنے پراجیکٹس ہیں (جیسا کہ میں نے کہا لوکل پراجیکٹس بھی چل رہے ہوتے ہیں، نیشنل پراجیکٹ بھی چل رہے ہوتے ہیں) پہلے ہم اپنے اخراجات پورا کریں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دے رہے ہیں تو پھر ایسے سوال ہی غلط ہیں۔ دوسرے مرکز کے بھی بہت سارے اخراجات ہیں۔ بہت سارے پراجیکٹس ہیں۔ غریب ملکوں میں جن میں افریقن ممالک بھی شامل ہیں، ایشین ممالک بھی شامل ہیں، بشمول ہندوستان، بنگلہ دیش وغیرہ، بلکہ یورپ کے وہ ممالک بھی شامل ہیں جہاں جماعت کی تعداد تھوڑی ہے۔ ان پر یہ مرکز کی طرف سے خرچ ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو ہمارے ہونہار طلباء ہیں، طالب علم ہیں، اُن کی تعلیم کے اخراجات بھی مرکز خرچ کر رہا ہوتا ہے۔ تو اُن رقموں سے یہ اخراجات پورے ہوتے ہیں جو جماعتوں سے مرکز کو آتی ہیں۔ پھر فَاسْتَبِقُوْا الْخَیْرَات کی روح بھی یہ ہے کہ اپنے غریب بھائیوں کو، چھوٹی جماعتوں کو، کمزور جماعتوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوں کہ ہم اپنے کمزوروں کو بھی اپنے ساتھ چلانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے آگے یہ بھی فرماتا ہے کہ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یَأْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا۔ تم جہاں

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

کہیں بھی ہوگے اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یعنی جب اکٹھے ہوکر حاضر ہوں گے تو جو تو نیکیوں میں مسابقت کی روح قائم رکھے رہے وہ تو سرخرو ہوں گے اور جو سستیاں کرتے رہے، دوسروں کی مدد سے کتراتے رہے، سوال اُٹھاتے رہے کہ ہم دوسروں کے لئے کیوں خرچ کریں، اُنہیں جواب دینا پڑے گا۔ پس چاہے یہ سوال اِکّا دُکّا ہی اُٹھائیں یا اُن کی طرف سے اُٹھ رہے ہوں، اُس روح کے خلاف ہیں جس کی تعلیم ایک احمدی کو دی گئی ہے جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

مرکز کے خرچوں کا مَیں نے ذکر کیا ہے، ان کا مختصر خاکہ بھی مَیں آج آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں تاکہ آپ کو علم ہو کہ دنیا کی ہر جماعت اپنے آپ کو اپنے وسائل سے نہیں سنبھال رہی بلکہ بہت سا خرچ مرکز کی گرانٹ کی صورت میں دنیا کو دیا جاتا ہے اور وہ انہیں رقموں سے دیا جاتا ہے جو مرکز کا حصہ بن کر آتی ہیں۔ مثلاً افریقہ اور دیگر غیر خود کفیل ممالک جو ہیں، یہ اڑسٹھ (68) ممالک ہیں جس میں افریقہ کے ستائیس ممالک، یورپ کے اٹھارہ ممالک، ایشیا اور مشرق بعید کے پندرہ ممالک، جنوبی امریکہ کے چھ ممالک اور شمالی امریکہ کے دو ممالک شامل ہیں۔ اور اس سال ایک بڑی رقم صرف وہاں کی مساجد اور مشن ہاؤسوں کی تعمیر پر خرچ بھی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کلینکس، سکولز، ریڈیو اور ٹی وی پروگرامز پر کوئی تقریباً تین ملین پاؤنڈ خرچ ہوگا۔ پھر اس کے علاوہ بھی معمول سے ہٹ کے بہت بڑے تعمیری پراجیکٹس بعض جگہ چل رہے ہیں اور جہاں ہمارے مشنز ہیں، مثلاً افریقہ میں جہاں گرانٹ جاتی ہے، وہاں پینتیس ممالک میں ایک سو اٹھہتر (178) مرکزی مبلغین ہیں، دس سو اٹھہتر (1078) مقامی معلمین ہیں۔ ان کے خرچ کا کافی بڑا حصہ جو ہے مرکز پورا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اکیالیس (41) ممالک میں مرکز سے گرانٹ جاتی ہے۔ ان میں بھی ہمارے مبلغین کی تعداد دو سو تینتالیس (243) ہے اور مقامی معلمین کی تعداد نو سو اٹھائیس (928) ہے۔ پھر مساجد زیرِ تعمیر ہیں۔ آئرلینڈ میں مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔ اس میں گو آئرلینڈ کی جماعت نے کافی بڑی کنٹری بیوشن (Contribution) کی ہے لیکن کچھ نہ کچھ حصہ تقریباً نصف کے قریب مرکز کو بھی دینا پڑا۔ سپین میں ویلنسیا میں مسجد بن رہی ہے۔ وہاں تقریباً اسّی فیصد مرکز خرچ کر رہا ہے۔ یوگنڈا میں کمپالہ کی مسجد میں توسیع ہو رہی ہے، وہ تقریباً سارا مرکز خرچ کر رہا ہے۔ آئیوری کوسٹ میں مرکزی مسجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ پھر افریقہ کے انیس (19) مختلف ممالک ہیں جن میں ننانوے (99) مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور چھیالیس (46) مشن ہاؤس تعمیر ہوئے۔ اور ان ننانوے (99) میں سے پینسٹھ (65) مساجد کا خرچ مرکز نے دیا ہے۔ اسی طرح مشن ہاؤسز کا خرچ دیا۔ اس کے علاوہ دوسرے ممالک ہیں جن میں چھبیس (26) مساجد کی تعمیر ہوئی۔ ستر (70) مشن ہاؤسز کا قیام عمل میں آیا۔ ان میں سے تقریباً بنگلہ دیش میں دو (2)، انڈیا میں چالیس (40)، فلپائن ایک، نیپال تین (3)، گوئٹے مالا اور مارشل آئی لینڈ وغیرہ میں مرکز نے خرچ کیا۔ پھر طلباء کے لئے جو ٹیلنٹڈ (Talented) سٹوڈنٹ ہیں اُن کے لئے تقریباً چار ہزار پانچ سو سٹوڈنٹس کو کئی لاکھ پاؤنڈ کی صورت میں جماعت نے وظیفہ یا بعض کو قرضۂ حسنہ دیا۔ اور ان میں سے ساڑھے تین سو (350) سٹوڈنٹس ایسے ہیں جو اعلیٰ تعلیم ایم ایس سی یا پی ایچ ڈی وغیرہ کر رہے ہیں اور جماعت ان کا خرچ برداشت کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ افریقہ میں پانی، بجلی، ریڈیو سٹیشن وغیرہ کے پراجیکٹس ہیں۔ یہ سب کام مرکزی گرانٹ سے ہوتے ہیں۔

پس یہ جو کام ہیں یہ جماعت کی ترقی کے لئے ہیں۔ دنیا کو اسلام کی تعلیم سے روشناس کرانے کے لئے ہیں۔ انسانیت کی خدمت کے لئے یہ کام ہیں۔ اور یہ سب کام ایسے ہیں جو ان کاموں میں شامل ہونے والوں کو، جو براہِ راست تو ان میں شامل نہیں ہو سکتے لیکن چندوں کی صورت میں شامل ہو رہے ہیں اور اس کا حصہ بن کر اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پانے والے لوگوں میں شامل ہو رہے ہیں۔ بہرحال یہ خیال نہ کریں کہ یہ جو افریقن ممالک ہیں ان کا انحصار شاید سب کچھ مرکز پر ہی ہے اور وہ خود کچھ نہیں کرتے۔ بلکہ جیسا کہ میں نے کہا کافی پراجیکٹس انہوں نے خود بھی کئے ہیں۔ اس لئے میں ان کے چند واقعات بھی آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔

اپر ویسٹ ریجن غانا کی ایک خاتون فاطمہ داؤد صاحبہ ہیں، انہوں نے خود زمین خریدی اور مسجد کی تعمیر شروع کر دی جس میں تین سو افراد بآسانی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اکرا شہر کے قریب لمنارہ (Lomnara) گاؤں میں کافی زیادہ بیعتیں ہوئیں۔ چنانچہ وہاں احبابِ جماعت نے اپنے طور پر مسجد بنائی بلکہ یہ جماعتیں مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی تھیں تو انہوں نے چھ مساجد بنانی شروع کیں جن میں سے چار مساجد مکمل ہو چکی ہیں، اور دو زیرِ تعمیر ہیں۔ ان میں سے ایک مسجد ایک خاتون صادقہ صاحبہ نے اکیلے بنوائی ہے۔ اس میں ایک سو پچاس نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس سے پہلے یہ اکرا شہر میں بھی مسجد بنوا چکی ہیں۔

احمد جبرائیل سعید صاحب غانا کے مبلغ ہیں وہ لکھتے ہیں کہ سینٹرل ریجن اکوٹسی (Ekotsi) میں بھی بڑی مسجد تعمیر ہو رہی ہے، اُس کا پچاس فیصد خرچ ہمارے ہائی کورٹ کے ایک جج گوا اکو جان صاحب ہیں، انہوں نے ادا کیا ہے۔ جبرائیل سعید صاحب بھی آجکل بیمار ہیں اور ڈاکٹروں کو اُن کی بیماری کی تشخیص کا بھی صحیح پتہ نہیں لگ رہا۔ اُن کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں بھی صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

امیر صاحب فرانس مراکش کے دورے پر گئے تو کہتے ہیں وہاں نو احمدی احباب کو قربانی اور اخلاص سے بھرا ہوا پایا۔ اور خلافت سے اُن کو بے انتہا محبت تھی۔ اور جب اُن کو مالی قربانی کے بارے میں بتایا گیا اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پڑھ کر سنائے تو پھر کہتے ہیں کہ چند دنوں کے بعد ایک دوست صدر صاحب کے پاس آئے اور ایک بڑی رقم اُن کو ادا کر دی اور کہا کہ مَیں جب سے احمدی ہوا ہوں، اُس وقت سے لے کر اب تک یہ چندہ ہے، کیونکہ چندے کے بارے میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور خلیفۂ وقت کی نصائح کو نہیں سنا تھا۔ اب مَیں نے سن لیا ہے تو اب مَیں پیچھے نہیں رہ سکتا۔

نائیجر سے اصغر علی بھٹی صاحب لکھتے ہیں کہ پچھلے سال اکتوبر 2011ء میں تبلیغ کے دوران خاکسار گِدا براؤ (Gida Braoo) گاؤں میں پہنچا۔ نمازِ مغرب کے بعد تبلیغ کی گئی اور نمازِ عشاء کے بعد میرے دورہ جات کی جو مختلف ویڈیوز تھیں، وہ دکھائی گئیں۔ جلسے دکھائے، مساجد کے بارے میں پروگرام دکھائے، تبلیغی مساعی کے بارے میں پروگرام دکھائے، اسی طرح امام مہدی کی آمد کے بارے میں بتایا، بیت المال کے نظام کے بارے میں بتایا۔ یہ سب کچھ ویڈیو میں تھا تو جب ویڈیو ختم ہوئی تو ایک امام صاحب وہاں اُٹھے جو ہاؤسا لوگوں کو مخاطب ہوئے اور مسجد سے باہر چلے گئے۔ کہتے ہیں ہم پریشان تھے لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آئے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اب پتہ لگا ہے کہ امام مہدی آ گیا ہے اور بیت المال کا نظام قائم ہے۔ میں ان سب کو لے کر گیا تھا اس لئے کہ اس نظام میں ہمیں حصہ لینا چاہئے اور چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں فوری طور پر رقم اکٹھی کی اور وہ ہمارے مشنری کو ادا کی اور پھر ساتھ ہی انہوں نے بیعت فارم بھی فِل (Fill) کئے۔

امیر صاحب یوگنڈا بیان کرتے ہیں کہ گزشتہ سال 18 ستمبر کو نیشنل مجلس عاملہ اور کچھ دوسرے سرکردہ احبابِ جماعت کی میٹنگ بلائی اور سیتا لینڈ (Seeta Land) کی ڈویلپمنٹ کے لئے تین سالہ منصوبہ اُن کے سامنے رکھا تاکہ اس جگہ کو جلسہ گاہ کے طور پر تیار کیا جا سکے۔ یہ جگہ نیشنل ہیڈ کوارٹر کمپالہ سے نو میل دور ہے۔ یہاں جماعت کی سترہ ایکڑ زمین ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اس میٹنگ میں بہت سارے مخیّر حضرات نے فوری طور پر وعدے کئے اور رقمیں دینی شروع کر دیں۔ یوگنڈن شلنگ گو اُس کی ویلیو (Value) کم ہے لیکن اپنے لحاظ سے انہوں نے فوری طور پر وہاں تراسی ملین سے زیادہ شلنگ جمع کر لئے جو اس پراجیکٹ کو پورا کریں گے۔

پس امیر ممالک کے احمدی یہ خیال نہ کریں کہ شاید غریب ممالک مکمل طور پر اُن پر انحصار کر رہے ہیں بلکہ اپنی توفیق کے مطابق بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ لوگ قربانیاں کر رہے ہیں۔

بہرحال جیسا کہ آپ جانتے ہیں، آج مالی قربانی کا یہ ذکر مَیں اس لئے کر رہا ہوں کہ تحریکِ جدید کے نئے سال کا آج اعلان ہونا ہے اور حسبِ روایت گزشتہ سال کے کچھ کوائف بھی پیش ہوتے ہیں۔ تو ان چند باتوں کے ساتھ جو میں نے پہلے پیش کی ہیں کہ ایک احمدی کی قربانی کا کیا معیار ہونا چاہئے؟ اب میں یہ کوائف آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

تحریک جدید کا اٹھہترواں (78) سال تھا جو 31 اکتوبر کو ختم ہوا، اور اب اناسیواں (79) سال اس یکم نومبر سے شروع ہو چکا ہے اور جو رپورٹس موصول ہوئی ہیں اس کے مطابق تحریک جدید کے مالی نظام میں اس سال جماعت نے بہتر لاکھ پندرہ ہزار سات سو (72,15,700) پاؤنڈ کی قربانی پیش کی۔ الحمدللہ۔ اور گزشتہ سال سے یہ تقریباً پانچ لاکھ چوراسی ہزار سات سو (5,84,700) پاؤنڈ زیادہ تھی۔

پاکستان کی جو پوزیشن ہے وہ باوجود ایسے حالات کے اور غربت کے قائم ہے۔ اُس کے بعد باہر کی بڑی جماعتوں میں امریکہ نمبر ایک ہے۔ اور پھر اُس کے بعد نمبر دو جرمنی ہے۔ پھر برطانیہ نمبر تین ہے۔ پھر کینیڈا نمبر چار۔ پھر ہندوستان نمبر پانچ۔ انڈونیشیا چھ۔ اور پھر سات مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے، مصلحتاً میں نام نہیں لے رہا، پھر آسٹریلیا آٹھ، سوئٹزرلینڈ نو اور پھر بیلجیئم۔ اور بیلجیئم اور گھانا تقریباً سوئٹزرلینڈ کے قریب ہی ہیں۔

پھر پہلی دس بڑی جماعتوں کی مقامی کرنسی میں گزشتہ سال کے مقابلے میں جس شرح وصولی کے لحاظ سے اضافہ ہوا ہے یہی عرب ملک کی ایک جماعت ہے۔ پھر آسٹریلیا ہے۔ پھر انڈیا ہے۔ پھر جرمنی ہے۔ پھر امریکہ ہے۔ پھر بیلجیئم ہے۔ کینیڈا ہے۔ برطانیہ ہے۔ انڈونیشیا۔ اُس کے بعد فرانس یورپ کی جماعتوں میں سب سے آگے ہے۔

فی کس ادائیگی کے اعتبار سے بھی مڈل ایسٹ کا ہی ملک ہے۔ ان کی قربانی ایک سو چھپن پاؤنڈ فی کس (تقریباً ایک سو ستاون پاؤنڈ) ہے۔ پھر امریکہ ہے ایک سو اٹھارہ پاؤنڈ فی کس۔ پھر سوئٹزرلینڈ ہے۔ پھر جاپان ہے۔ پھر برطانیہ ہے۔ پھر فرانس ہے۔ پھر کینیڈا، ناروے اور جرمنی اور پھر آسٹریلیا۔

اسی طرح صرف رقم میں اضافہ نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید میں شامل ہونے والے مخلصین کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے جو ایک لاکھ اسّی ہزار کا اضافہ ہے اور اس طرح اب نو لاکھ گیارہ ہزار شاملین ہو گئے ہیں۔ گزشتہ سال سات لاکھ اکتیس ہزار (7,31000) تھے۔

افریقہ کی جماعتوں میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے گھانا سب سے آگے ہے۔ پھر نائیجیریا۔ پھر ماریشس۔ پھر بورکینا فاسو، کینیا، بینن، یوگنڈا، تنزانیہ، گیمبیا، سیرالیون۔ یہ کیونکہ غریب ممالک ہیں اس لئے مقابلۃً میں نے ان کو علیحدہ رکھا ہے۔ قربانی کے لحاظ سے تو اللہ کے فضل سے کافی آگے جا رہے ہیں۔

شاملین کی تعداد میں اضافے کے لحاظ سے نائیجیریا نہ صرف افریقہ کے ممالک میں بلکہ دنیا بھر کی جماعتوں میں سب سے آگے ہے۔ اس سال انہوں نے چونسٹھ ہزار چار سو انیس (64419) نئے چندہ دہندگان کا اضافہ کیا ہے اور تعداد میں اس غیر معمولی اضافے کے بعد نائیجیریا شاملین کی مجموعی تعداد کے لحاظ سے پاکستان کے بعد دوسرے نمبر پر آ گیا ہے۔ اس اضافے کے بعد اب چندہ دہندگان کی کُل تعداد ڈیڑھ لاکھ افراد سے زیادہ ہو گئی ہے۔ پھر اسی طرح تعداد میں اضافے کے لحاظ سے افریقہ کے ملکوں میں نائیجر، بینن،

بورکینا فاسو اور سیرالیون قابل ذکر ہیں۔گھانا کو بھی اس معاملے میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

دفتر اوّل کے مجاہدین کی کُل تعداد پانچ ہزار نو سو ستائیس (5927) ہے جس میں سے دو سو پچاسی (285) خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں جو اپنا چندہ خود ادا کر رہے ہیں۔ باقیوں کے حسابات بھی اُن کے ورثاء نے یا دوسروں نے جاری کئے ہوئے ہیں۔

پاکستان کی مجموعی وصولی کے لحاظ سے تین بڑی جماعتیں ہیں۔اول لاہور۔ پھر ربوہ دوئم اور سوم کراچی۔ اور اس کے علاوہ زیادہ قربانی کے لحاظ سے دس شہری جماعتیں ہیں جو راولپنڈی، اسلام آباد، سیالکوٹ، کوئٹہ، سرگودھا، فیصل آباد، میرپورخاص، نوابشاہ، پشاور اور بہاولپور ہیں۔

ضلعی سطح پر زیادہ مالی قربانی کرنے والے اضلاع نمبر ایک عمرکوٹ۔ پھر شیخوپورہ۔ پھر گوجرانوالہ۔ پھر بدین۔ سانگھڑ، نارووال، بہاول نگر، حیدرآباد، رحیم یار خان، میرپور آزاد کشمیر اور خانیوال۔

امریکہ کی پہلی پانچ جماعتیں جو قربانی میں آگے ہیں وہ لاس اینجلس اِن لینڈ ایمپائر۔کولمبس اوہائیو۔ سلیکون ویلی۔ڈیٹرائٹ اور ہیرس برگ ہیں۔

وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی جو جماعتیں ہیں وہ، کولون۔ روڈر مارک۔نوئے ایس۔کوبلنز۔فلورز ہائم۔ مہدی آباد۔ درائے آیش۔ راؤن ھائم ساؤتھ۔ فلڈا اور وائن گارڈن۔ اور وصولی کے لحاظ سے اُن کی جو دس امارتیں ہیں۔ پہلے جماعتیں تھیں۔ اب اُن کی جو ریجنل امارتیں ہیں اُس میں ہیمبرگ۔ فرینکفرٹ۔ گروس گراؤ۔ ڈارمشٹڈ۔ ویزبادن۔ من ہائم۔ ڈٹسن باخ۔ اوفن باخ اور رِیڈ شٹڈ۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے آپ کی، یوکے کی، جو پہلی دس جماعتیں ہیں ان میں مسجد فضل نمبر ایک۔ نیومولڈن۔ ویسٹ ہل۔ ووسٹر پارک۔ بیت الفتوح۔ رینز پارک۔ موسک ویسٹ۔ چیم۔ مانچسٹر ساؤتھ اور برمنگھم سینٹرل شامل ہیں۔ اور ریجن کے لحاظ سے پہلی ریجن لنڈن۔ نمبر دو مڈلینڈ ریجن اور تیسری نارتھ ایسٹ۔ چھوٹی جماعتوں میں جہاں تھوڑی تعداد ہے۔ سکنتھورپ کا پہلا نمبر۔ پھر بروملے۔ لیوشم۔ بورن متھ۔ لیمنگٹن سپا اور آکسفورڈ۔

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی قابل ذکر جماعتیں کیلگری۔ ایڈمنٹن۔ پیس ویلج ایسٹ۔ سرے ایسٹ۔ پیس ویلج سینٹر۔ ووڈبرج۔ بریمٹن فلاورٹاؤن۔ مسی ساگا ویسٹ۔ وان نارتھ۔ مَیپل۔ مونٹریال ایسٹ۔

انڈیا کے پہلے دس صوبہ جات جو ہیں وہ، کیرالہ۔ تامل ناڈو۔ آندھرا پردیش۔ جموں و کشمیر۔ بنگال۔ کرناٹک۔ اڑیسہ۔ پنجاب۔ دہلی۔ یوپی ہیں۔ اور نمایاں قربانی کرنے والی پہلی دس جماعتیں جو ہیں ان میں نمبر ایک کوئمبٹور تامل ناڈو۔ نمبر دو کیرولائی کیرالہ۔ پھر کالی کٹ کیرالہ۔ پھر حیدرآباد آندھرا پردیش۔ پھر قادیان نمبر پانچ۔ چھ پر کینانور ٹاؤن کیرالہ۔ پھر کلکتہ پینگاڈی۔ ماتھوٹم کیرالہ اور چنائی تامل ناڈو شامل ہیں۔

تحریک جدید کے تعلق سے چند واقعات جو مختلف جماعتوں نے لکھے ہیں وہ بھی میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔

مَیں نے کہا تھا کہ تعداد بڑھائیں۔ چنانچہ کماسی میں جب احمد جبرائیل سعید صاحب نے لوگوں کو بتایا کہ غانا کی کم از کم تعداد ایک لاکھ ہونی چاہئے۔ اس ٹارگٹ کو بھی آپ نے حاصل نہیں کیا تو اب بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اب آپ کو اور توجہ دلائی جاتی ہے تو احباب نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ فارافینی ایریا کے مشنری نے بتایا کہ ایک دن ایک بوڑھی خاتون مشن ہاؤس آئیں انہوں نے ہمارے مبلغ سے پوچھا کہ فارافینی ایریا میں تحریک جدید کا سب سے زیادہ چندہ کون ادا کرتا ہے۔ اُنہیں بتایا گیا کہ اس ایریا میں ایک دوست سمبو جانگ (Sambujang Bah) صاحب ہیں وہ ادا کرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ کتنا چندہ ادا کرتے ہیں؟ بتایا گیا کہ پچاس ہزار ڈلاسی ادا کرتے ہیں۔ یہ خاتون اس سے پہلے پندرہ سو ڈلاسی ادا کرتی تھیں۔ کہنے لگیں گو میرے پاس اتنے وسائل تو نہیں ہیں لیکن پھر بھی مَیں اس شخص کا مقابلہ کروں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے زیادہ چندہ ادا کروں گی۔

امیر صاحب سپین لکھتے ہیں کہ وفاء الرحمٰن صاحبہ ایک نو مبائع خاتون ہیں، انہوں نے پچھلے سال میرا تحریک جدید کا خطبہ جب سنا تو پانچ سو یوروز کا وعدہ کیا اور ساتھ ہی ادائیگی بھی کر دی۔ جب انہوں نے تحریک جدید کا چندہ ادا کیا تو ان کو دیگر چندہ جات کی تفصیل بھی بتائی گئی اور کہا کہ چونکہ آپ نے نئی بیعت کی ہے اس لئے آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ جتنا بھی دینا چاہیں دے سکتی ہیں۔ لیکن انہوں نے اُسی دن باقی چندے بھی چندہ عام اور جلسہ سالانہ وغیرہ شرح کے مطابق ادا کئے۔

سوئٹزرلینڈ سے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ ایک دوست جو کہ نیوشٹل جماعت کے صدر ہیں، نیشنل سیکرٹری تحریک جدید بھی ہیں، انہوں نے بتایا کہ جب وہ سوئٹزرلینڈ آئے اور سیاسی پناہ کی درخواست کی تو جلد ہی متعلقہ ادارے نے ردّ کر دی۔ اسی دوران تحریکِ جدید کے نئے سال کا اعلان ہو گیا۔ ان کے پاس اکاؤنٹ میں کُل ایک ہزار فرانک کی رقم تھی جو انہوں نے وکیل وغیرہ کے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان سن کر وہ ساری رقم خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے چندے میں ادا کر دی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اصل نعم الوکیل تو وہ ہے، وہی ہمارے ٹوٹے کام بنا دے گا۔ چندے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل کیا اور نہ صرف غیبی طور پر ان کی مدد کی بلکہ اُن کی سیاسی پناہ کی درخواست منظور ہوئی اور اُن کو ملک کی شہریت بھی حاصل ہو گئی اور اُن کو کوئی وکیل وغیرہ بھی نہ کرنا پڑا۔

کرغزستان سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک کرغز دوست جومارٹ (Joomart) صاحب نے، 2006ء میں بیعت کی تھی۔ بہت ہی نیک فطرت نوجوان ہیں۔ بیعت کے فوراً بعد ہمارے مبلغ نے چندے کے بارے میں سمجھانے کے لئے اُن سے ازراہِ مزاح کہا کہ دوسرے لوگ تو اپنی جماعت میں داخل کرنے کے لئے پیسے دیتے ہیں، جبکہ ہماری جماعت میں داخل ہو تو ہم اُس سے پیسے لیتے ہیں۔ جس پر انہوں نے کہا کہ ماہانہ تین سو کرغیز چندہ عام ادا کیا کروں گا۔ کچھ عرصے کے بعد ہی انہوں نے چار سو کر دیئے۔ پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آٹھ سو کر دیئے۔ پھر کچھ مدت کے بعد خود ہی بغیر کسی کے کہنے کے ایک ہزار سُم ماہانہ ادا کرنا شروع کر دیا۔ جب تحریک جدید کا وعدہ لکھنے لگے تو اُن کو بیعت کئے ہوئے چند دن ہی ہوئے تھے، انہوں نے ایک ہزار سُم لکھوائے۔ یہ رقم اُن کی مالی حالت کے لحاظ سے زیادہ تھی۔ اُن کو سمجھایا گیا کہ ابھی چھوٹی رقم لکھوا دیں پھر آہستہ آہستہ اس میں اضافہ کرتے رہنا۔ خیر اس طرح بہت بحث تمحیص کے بعد پھر انہوں نے اس کو کم کیا۔

آئرلینڈ کے صدر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان جوڑے نے فیصلہ کیا کہ جب ان کی اولاد ہو گی تو وہ اپنی اولاد کو وقف کریں گے۔ انہوں نے اپنی اولاد کے لئے نام بھی سوچ لئے لیکن اُن کی اہلیہ اُس وقت تک امید سے نہ تھیں۔ چند روز بعد انہوں نے تحریک جدید اور وقفِ جدید کے لئے دونوں بچوں کے نام چندہ کی رسیدیں کٹوا دیں جس میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اُن کی اس قربانی کا صلہ اس طرح دیا کہ چند ہفتوں کے بعد اُنہیں پتہ چلا کہ ان کی اہلیہ امید سے ہیں اور اُن کے ہاں جڑواں بچے پیدا ہوں گے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُنہیں صحت مند جڑواں بچوں سے نوازا اور میاں بیوی کا پختہ ایمان ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے جڑواں بچوں سے اس لئے نوازا کہ انہوں نے بچوں کا چندہ ادا کیا تھا۔

انڈیا کی ایک رپورٹ ہے کہ وہاں کی کوئمبٹور جماعت کے صدر لکھتے ہیں کہ تحریک جدید کے چندہ میں اپنی استطاعت سے بڑھ کر اضافہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو اپنی معجزانہ قدرت کے دو ایمان افروز نظارے دکھائے۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس وعدہ کی بروقت ادائیگی کے لئے مسلسل دعاؤں میں مصروف تھا کہ اچانک ایک شخص میری دکان میں آیا اور میرے پاس جو سامان تھا اُس نے اُسے اصل قیمت سے بھی کہیں زیادہ قیمت پر خرید لیا جس کے نتیجے میں مجھے اُسی وقت اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق مل گئی۔ پھر کہتے ہیں اسی دوران ہمارے علاقے کے گودام میں اچانک آگ لگ گئی جس میں خاکسار کا مال بھی کافی مقدار میں رکھا ہوا تھا۔ خاکسار دعا کرتے ہوئے وہاں پہنچا تو یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جہاں دوسرے بیوپاریوں کا سارا سامان جل کر راکھ ہو چکا تھا وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا مال بالکل محفوظ رہا۔ آگ اتنی شدید تھی کہ گودام کے لوہے کی چھت بھی پگھل گئی تھی۔ یہ علاقہ متعصب مسلمانوں کا گڑھ ہے جو ہمیشہ ہماری مخالفت پر کمربستہ رہتے ہیں لیکن اس واقعہ کے بعد وہ سب خاکسار کی بہت عزت کرنے لگے ہیں۔ یہ محض چندہ دینے کے افضال ہیں۔ میں جب بھی ان واقعات کو یاد کرتا ہوں میرا دل شکریہ سے لبریز ہو جاتا ہے۔

پھر انسپکٹر تحریکِ جدید احسن بشیر الدین صاحب ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کاوارتی لکشدیپ پہنچا۔ وہاں کے امیر صاحب کی زیرِ صدارت منعقدہ ایک تربیتی جلسہ میں خاکسار نے تحریکِ جدید کی فضیلت و اہمیت اور اس کی برکات کے موضوع پر تقریر کی۔ جلسہ کے بعد تمام احباب نے اپنے وعدے خاطر خواہ اضافہ کے ساتھ نوٹ کروائے۔ اس جلسہ میں پردہ کی رعائت سے مستورات بھی موجود تھیں۔ کہتے ہیں دوسرے دن وہاں سے چل کے دوسرے شہر پہنچا تو امیر صاحب ’’کاوارتی‘‘ نے بذریعہ فون بتایا کہ ایک احمدی خاتون محترمہ بی بی صاحبہ نے شکایت کی ہے کہ مردوں سے تو تحریکِ جدید کے وعدے لئے گئے ہیں ہم مستورات کو محروم رکھا گیا ہے۔ مجھے آج چندہ تحریک جدید کی اہمیت کا احساس ہوا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ میں نے جو وعدہ لکھوایا ہے وہ کم ہے اس لئے میرا وعدہ ڈبل کر دیں۔ موصوفہ بہت نیک اور مخلص احمدی خاتون ہیں۔ چھ سال قبل انہوں نے احمدیت قبول کی تھی۔

محمد شہاب انسپکٹر تحریک جدید آندھرا پردیش لکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ سکندرآباد کی ایک مخلص خاتون نے تحریک جدید کے باب میں مالی قربانی کی ایک نیک مثال قائم کی ہے۔ موصوفہ کے شوہر گزشتہ سال بعارضہ قلب لمبا عرصہ ہسپتال میں زیرِ علاج تھے۔ بہت زیادہ زیرِ بار آ جانے کی وجہ سے اپنا چندہ تحریک جدید ادا نہیں کر سکتے تھے۔ عنقریب ان کی بیٹی کی شادی بھی ہونے والی تھی۔ سیکرٹری صاحب تحریکِ جدید نے اُن کی اہلیہ کو چندے کی ادائیگی کی تحریک کی تو موصوفہ نے فوراً رقم ادا کر دی اور کہا کہ اس کا ذکر میرے شوہر سے نہ کرنا کیونکہ یہ رقم میں نے اپنی بیٹی کی شادی کے تحائف سے اُس کی رضامندی سے ادا کی ہے۔

ایسی قربانی کرنے والوں کی وہاں کی جماعت کو بھی فوری طور پر مدد کرنی چاہئے۔

جماعت احمدیہ کوئمبٹور کے دو مخلص احمدی نوجوان مشترکہ کاروبار کرتے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں گزشتہ سال تحریکِ جدید میں ہم دونوں کے وعدے دس دس ہزار روپے تھے۔ امسال ہم دونوں نے اپنے وعدے ایک ایک لاکھ روپے اضافے کے ساتھ لکھوائے اور ادائیگی کی توفیق ملنے کے لئے انہوں نے مجھے بھی دعا کے لئے لکھا۔ کہتے ہیں کاروبار بھی بہت کمزور رہا۔ اس وجہ سے بہت فکر پیدا ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ ایک ایسا سودا ہوا جس سے پورے دو لاکھ بیس ہزار روپے کا منافع ہو گیا اور دونوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔

سماڑا سرکل راجھستان کی ایک نوجوان احمدی خاتون مسماۃ ضمیری بیگم گاؤں والوں کی بکریاں چرا کر گزارا کرتی ہیں۔ چندہ تحریک جدید کا مطالبہ کرنے پر موصوفہ نے بکریاں چرانے سے ملنے والی مزدوری اور جو کچھ اُن

کی تھیلی میں پہلے سے موجود تھا وہ سب اُسی وقت چندہ تحریکِ جدید میں ادا کر دیا۔

تو جس طرح میں نے کہا یہ غریبوں کے قربانی کے معیار اُن لوگوں سے بہت بلند ہیں جو امیر ہیں۔

اسی طرح جماعت احمدیہ نامانہ سرکل کوٹا (راجھستان) کی ایک نو احمدی خاتون سے چندہ تحریک جدید کا مطالبہ کرنے پر انہوں نے اپنی بچی سے (جو چودہ سال کی عمر کی بچی تھی) کہا کہ پچاس روپیہ دے دو۔ بچی نے جواب دیا کہ میرے پاس ایک سو روپیہ ہے میں وہی چندہ دوں گی۔ چنانچہ ماں کے منع کرنے کے باوجود بچی نے ایک سو روپیہ چندہ ادا کر دیا۔ یہ انڈیا کے مخلصین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انڈیا میں بھی مالی قربانی کا معیار بہت بڑھ رہا ہے گو مرکز وہاں کافی خرچ کرتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ خود بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ امراء اور امیر جماعتیں جو ہیں، وہ اپنے کمزور بھائیوں اور چھوٹی جماعتوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ آگے بڑھانے اور جماعتی ترقی کی روح کو قائم رکھنے والے ہوں تا کہ اسلام کی حقیقی تعلیم دنیا میں جاری ہو کیونکہ ہم سب اکٹھے آگے قدم بڑھائیں گے تو تبھی دنیا میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ کرے کہ مسلم اُمّہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو پہچاننے والی ہو تا کہ دنیا میں حقیقی بھائی چارے اور محبت کی فضا قائم ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمام دنیا پر لہرانے لگے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

ضروری تصحیح

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 5/ اکتوبر 2012ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض غیر مسلموں کے حوالے پڑھ کر سنائے تھے۔ یہ خطبہ الفضل انٹرنیشنل کے 26/ اکتوبر 2012ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ ان میں سر ولیم میور کے ایک حوالہ میں (ملاحظہ ہو الفضل انٹرنیشنل 26/ اکتوبر 2012ء صفحہ 7 کے پہلے کالم کا آخری پیرا) ایک جملہ کے اردو ترجمہ میں حضور انور ایدہ اللہ نے درستی فرمائی ہے۔ الفضل انٹرنیشنل کے انٹرنیٹ پر موجود شمارہ میں یہ تصحیح داخل کر دی گئی ہے۔ احباب اس درستی کو نوٹ فرمالیں:

"پھر سر ولیم میور (Sir William Muir) یہ بھی ایک مستشرق ہے اور کافی کچھ خلاف بھی لکھتا ہے۔ یہ بھی لکھتا ہے کہ: "اپنا ہر ایک کام مکمل کرتے اور جس کام کو بھی ہاتھ میں لیتے جب تک اس کو ختم نہ کر لیتے اُسے نہ چھوڑتے۔......"

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے از صفحہ نمبر 17

احمدی احباب نے بھی اپنے مخصوص روایتی انداز میں اپنا پروگرام پیش کیا۔ جب افریقن احباب **لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا ورد کر رہے تھے تو 27 ہزار کا مجمع بھی ان کے ساتھ مل کر زیرِ لب **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا ورد کر رہا تھا۔ بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے احمدی احباب نے بھی بنگلہ زبان میں دعائیہ نظم اور ترانہ پیش کیا۔ بعد ازاں خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کے گروپس نے باری باری اپنی اپنی تنظیموں کی طرف سے دعائیہ منظوم کلام کے ذریعہ اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کا عزم کیا۔ اس موقع پر طلباء جامعہ احمدیہ یوکے نے بھی دعائیہ منظوم کلام پیش کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ ہم اپنے پیارے آقا کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے۔

قریباً سات بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم اور خدا حافظ کہا۔ اس کے بعد فلک بوس نعروں کے جلو میں جلسہ گاہ سے باہر تشریف لائے۔ احباب کا ایک ہجوم تھا جو مسلسل نعرے بلند کر رہا تھا۔ ہر ایک اپنا ہاتھ بلند کئے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہہ رہا تھا۔ ہر طرف سے 'حضور! السلام علیکم' کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور بہتوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ جلسہ سالانہ کے انتہائی مبارک اور اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں کے حصول کے یہ دن اور یہ مبارک گھڑیاں اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہاتھ بلند کر کے اپنے عشاق کے ان جذبات اور سلام کا جواب دیتے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سات بجکر دس منٹ پر اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ پونے آٹھ بجے مردانہ جلسہ گاہ کی مارکی میں تشریف لا کر نمازِ مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کے بعد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج برطانیہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے تین نکاحوں کا اعلان کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دوران از راہ شفقت جلسہ گاہ میں ہی تشریف فرما رہے۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے جہاں بیرون سے آئے وفود اور بعض فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

مختلف ممالک سے آئے ہوئے افراد اور فیملیز کی حضور انور سے ملاقاتیں

آسٹریا کے وفد کی ملاقات

آسٹریا سے آنے والے ایک زیرِ تبلیغ آسٹرین دوست رائن ہارڈ حاریش صاحب (Mr. Reinhard Harrich) نے آسٹریا کے مبلغ سلسلہ منیر احمد منور صاحب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ آسٹرین دوست کا تعلق جرمنی اور آسٹریا کی سرحد پر واقع آسٹرین شہر سالس برگ (Salzburg) سے ہے۔ موصوف امیریکن لینگوئج میں گریجوایٹ ہیں اور ایک عرصہ تک بطور ترجمان کام کیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب 'اسلامی اصول کی فلاسفی' اور 'مسیح ہندوستان میں' کا مطالعہ کر چکنے کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات بابت شرائطِ بیعت کا جرمن ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔

موصوف جلسہ کے دوران مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے احمدیوں سے ملے اور بہت حیران تھے کہ دنیا کی مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے اور مختلف زبانیں بولنے والے احمدیوں کی اپنائیت، ایک دوسرے سے پیار اور روحانی رنگ ایک ہی ہے۔ گورے کالے، عربی و غیر عربی سب محبت سے ایک دوسرے کو سلام کہتے اور اس طرح گلے ملتے ہیں جیسے برسوں کے دوست ہیں۔ ان سب دوستوں کی عبادات میں شمولیت ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا اظہار تھی۔ جلسہ کی تقاریر کا رواں جرمن ترجمہ ان کی علمی ترقی کا موجب ہوا اور انہوں نے غور سے تقاریر سن کر جماعت کے عقائد اور خدمات کے بارہ میں بہت زیادہ معلومات حاصل کیں۔ جلسہ کے دوسرے دن کہنے لگے کہ مَیں ایک لمبا سفر طے کر کے جماعت کے بہت قریب پہنچ چکا ہوں۔ جلسہ کے کارکنان کی محنت اور شرکاء کا نظم و ضبط میرے لئے بہت متاثر کن ہے۔

ملاقات کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر بتایا کہ انہوں نے امریکن انگلش میں گریجوایشن کر رکھی ہے اور ایک عرصہ تک ترجمانی کا کام کرتے رہے ہیں لیکن اب ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں کیشیئر ہیں۔ جب حضور نے ان سے پوچھا کہ جلسہ انہیں کیسا لگا؟ تو موصوف نے جواب دیا کہ انہیں جلسہ میں شامل ہو کر روحانی رنگ میں بہت فائدہ پہنچا ہے۔ وہ اس جلسہ سے بہت لطف اندوز ہوئے ہیں۔

ملاقات کے دوران موصوف نے عرض کیا کہ حضور انور کے چہرۂ مبارک سے انہیں ایک روشنی نکلتی محسوس ہو رہی ہے جس کی وجہ سے ان پر ایک رعب طاری ہے اور ایکسائٹمنٹ کی وجہ سے وہ ٹھیک طرح سے بات نہیں کر پا رہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پر مسکرا کر انہیں تسلی دی اور پوچھا کہ جماعت کے بارہ میں ان کے کیا تاثرات ہیں؟ جس پر انہوں نے جواب دیا کہ جماعت کے بارے میں تحقیق، مطالعہ اور اب جلسہ کے تجربہ کے نتیجہ میں وہ محسوس کرتے ہیں کہ جماعت کی طرف سفر کر کے اب وہ جماعت کے بہت قریب پہنچ گئے ہیں گویا ان کیلئے اب ایک سو اسی ڈگری سے واپس مُڑنا ممکن نہیں رہا۔ موصوف نے بتایا کہ وہ ان دنوں حضور انور کے خطبات بابت شرائطِ بیعت پڑھ رہے ہیں اور مکمل کر کے پوری بصیرت کے ساتھ بیعت کر لیں گے۔ انشاء اللہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوف کو تصویر بنوانے کی اجازت دی جس پر ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ باہر آ کر انہوں نے کہا کہ یہ تصویر میرے لئے بہت قیمتی ہے اور بڑی فکر مندی کے ساتھ پوچھا اسے کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ ان کو بتایا گیا کہ آپ کو تصویر مل جائے گی۔ چنانچہ اس کے بعد جب تک انہیں تصویر نہ ملی اس تصویر کے متعلق بار بار پوچھتے رہے۔

ہنگری کے وفد کی ملاقات

اس کے بعد ملک ہنگری سے آئے ہوئے مہمان His Brightness Nagoy Janus نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ موصوف Church of Eternal Life نامی ایک مذہبی تنظیم کے سربراہ اور روحانی پیشوا ہیں۔ ان کے چرچ کی شاخیں ہنگری کے علاوہ ہمسایہ ممالک سلواکیہ اور مالٹا میں بھی قائم ہیں۔ موصوف اس کے علاوہ ہنگری میں قائم Confederation of Hunagrian Small Churches نامی تنظیم کے بھی سربراہ ہیں۔

موصوف نے ملاقات کے دوران بتایا کہ وہ اس سے پہلے جرمنی کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کر چکے ہیں۔ لیکن یوکے کا جلسہ انٹرنیشنل جلسہ ہے۔ اس میں دنیا بھر کے ممالک سے لوگوں نے شرکت کی ہے۔ میرا اس جلسہ کا تجربہ بہت اچھا رہا۔ میرا ہر طرح سے خیال رکھا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہاں پر ایک عارضی village (گاؤں) آباد کیا گیا تھا۔ یہ سب انتظامات عارضی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوف کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ نے جلسہ پر ایڈریس بھی کیا تھا جو کہ ایم ٹی اے پر لائیو (Live) نشر ہوا تھا۔ اب آپ کو دنیا کے 99 فیصد احمدی جانتے ہوں گے۔

ملاقات کے آخر میں موصوف مہمان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف حاصل کیا۔

سیریا کے وفد کی ملاقات

اس کے بعد سیریا سے آئے ہوئے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ انہوں نے سیریا کے نامساعد حالات کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔

اس کے علاوہ بعض دیگر فیملیوں نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

وفود سے ملاقاتوں کے اس پروگرام کے بعد رات قریباً ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حدیقۃ المہدی سے مسجد فضل لندن کیلئے روانہ ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قریباً رات ساڑھے دس بجے مسجد فضل لندن تشریف آوری ہوئی اور حضور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جلسہ میں مختلف ممالک کی نمائندگی اور بعض اہم کوائف

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ سالانہ میں درج ذیل ممالک سے احبابِ جماعت اور مختلف وفود شریک ہوئے:

البانیہ، الجزائر، آسٹریلیا، آسٹریا، بحرین، بنگلہ دیش، بیلاروس، بینن، برمودا، کینیڈا، چین، آئیوری کوسٹ، ریپبلک آف سینٹرل افریقہ، سائپرس، ڈنمارک، کونگو، مصر، فن لینڈ، فرانس، گیمبیا، جرمنی، غانا، یونان، گریناڈا، گوئٹے مالا، گیانا، ہنگری، بھارت، انڈونیشیا، آئرلینڈ، اسرائیل، اٹلی، جمائیکا، جاپان، اردن، قازقستان، کینیا، کوسوو، کویت، لائبیریا، لیبیا، لیتھوانیا، لکسمبرگ، ملیشیا، مالی، ماریشس، مراکش، نیدرلینڈ، نیوزی لینڈ، نائیجر، نائیجیریا، ناروے، عمان، پاکستان، فلپائن، پولینڈ، پرتگال، رومانیا، روس، سعودی عرب، سیرالیون، سنگاپور، سلووینیا، جنوبی افریقہ، سپین، سوڈان، سورینام، سوازی لینڈ، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، شام، تنزانیہ، ٹوگو، ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو، ترکی، ترکمانستان، یوگنڈا، یوکرائن، متحدہ عرب امارات، یوکے، یو۔ایس۔اے، ویسٹ سمووا اور زمبابوے۔

جلسہ کے تینوں دن MTA کی لائیو نشریات نے ساری دنیا تک جلسہ سالانہ کی ساری کارروائی نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ پہنچائی۔

جلسہ گاہ میں ایک عارضی FM ریڈیو کی تنصیب کی گئی جس نے تینوں دن جلسہ کی مکمل کارروائی نشر کی۔

حدیقۃ المہدی میں لوائے احمدیت کے ساتھ 129 ممالک کے جھنڈے لہرائے گئے۔

جلسہ کے دوران شعبہ مخزنِ تصاویر کے تحت ایک خوبصورت تصویری نمائش کا بھی انتظام کیا گیا جس میں جماعت کی تاریخ کو نہایت مؤثر طور پر تصویری رنگ میں پیش کیا گیا۔ یہ نمائش احباب کے علم میں اضافہ کا موجب ہوئی۔

امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے ساتھ پہلی مرتبہ عربک ڈیسک جماعت یو۔کے کے تحت جلسہ میں شامل ہونے والے مختلف ممالک کے عرب احباب کا ایک شبینہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں عربی زبان میں علمی تقاریر رکھی گئیں اور بعض عرب احباب نے اپنے قبولِ احمدیت کے واقعات سنائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال 5 ہزار سے زائد احمدی رضا کار مرد و خواتین نے دن رات محض للہ نہایت جانفشانی سے مفوضہ ذمہ داریاں سرانجام دیں۔ اور جلسہ کے بعد کے ایام میں بھی دن رات محنت کر کے جلسہ کے تمام انتظامات کو wind up کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کارکنان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ ان کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے اور اپنے بے انتہا فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

(باقی آئندہ)

بقیہ از صفحہ 2: حضور انور ایدہ اللہ کا جلسہ سالانہ یوکے 2012ء کے موقع پر مستورات سے خطاب

نے دینی ہے وہی دے گا۔ کسی انسان کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ دین میں شامل ہونے یا نکلنے والے کو تم سزا دو۔ انسانوں کو حکم نہیں ہے کہ زبردستی کرواؤ۔ لیکن جو دینِ اسلام میں رہنا بھی چاہتا ہے اور نظامِ جماعت سے وابستہ بھی رہنا چاہتا ہے، یہ بھی کہتا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر جماعت میں شامل ہو گیا ہوں، خلافت سے بھی وابستہ ہوں اور پھر یہ کہتا ہے یا کہتی ہے کہ اپنی مرضی ہے، ہم جو چاہیں کریں، اُن کے لئے اجازت نہیں ہے۔ اسلام میں رہنے والوں کے لئے تو ایک ہی راستہ ہے کہ اس کی تعلیم پر عمل کرو، ورنہ تم مومن نہیں کہلا سکتے۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے: فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا۔ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (ھود:113) کہ پس جیسے تجھ کو حکم دیا جاتا ہے اُس پر مضبوطی سے قائم ہو جا اور وہ بھی قائم ہو جائیں جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی اور حد سے نہ بڑھو۔

اب تو ہر سال ہی بیعت ہوتی ہے اور دنیا میں ہر جگہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے سنی بھی جاتی ہے، بلکہ اس سال تو دو تین جلسوں پر ایم ٹی اے کے ذریعے سے Live بیعتیں ہوئی ہیں اور ہر ایک نے بیعت کی ہے۔ اور بیعت کرتے وقت ہم اُس میں یہ عہد بھی کرتے ہیں کہ ہم معروف فیصلہ پر عمل کریں گے اور توبہ بھی کرتے ہیں۔ پس ایک طرف تو یہ اعلان ہے جو بار بار ہر احمدی کرتا ہے۔ مرد ہو، عورت ہو، جوان ہو، بچہ ہو۔ پھر یہ اعتراض بھی ہے کہ دین میں جبر نہیں ہے تو پھر زبردستی کیوں ہے؟ بعض پابندیاں کیوں کروائی جاتی ہیں؟ یہ توبہ کا جو معیار ایک مسلمان کے لئے رکھا گیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے اسوہ پر چلنے کا مومن کو اور ہر مومنہ کو، ہر نوجوان کو، بوڑھے کو، مرد کو، عورت کو حکم دیا گیا ہے جو کلمہ پڑھتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن کہ آپ کا عمل تو قرآن تھا، قرآن کا ہر حکم آپ کے لئے اس طرح تھا جس طرح ایک انسان کی زندگی کے لئے خوراک ضروری ہے۔ آپؐ کے اخلاق کامل تھے اور قرآن کے ہر حکم کی تعلیم کرنے والے تھے۔

پس اسلام لانے کے بعد، احمدیت اور حقیقی اسلام قبول کرنے کے بعد یہ بہانہ نہیں کہ دین میں جبر نہیں ہے اس لئے ہم اپنی مرضی سے جو چاہیں کریں۔ یہ بڑی غلط سوچ ہے۔ ایک عام دنیاوی تنظیم جو ہے، یا حکومتیں جو ہیں، اپنے قواعد اور قانون کی پابندی کرواتی ہیں اور اس پر سختی کرواتی ہیں اور اعلان کرتی ہیں کہ اگر پابندی نہیں کرو گے، اگر تنظیمیں ہیں یا کلب ہیں تو وہ اپنے ممبرشپ سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ ملک ہیں تو وہ قانون کے تحت سزا دیتے ہیں یا انسان جو ملک کے قانون کی پابندی نہیں کرتا وہاں سے نکل جاتا ہے۔ اسلام جو مکمل ضابطہ حیات ہے، جو زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتا ہے، اُس کو کَور (cover) کیا ہوا ہے، اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اپنے قوانین کی پابندی کروائے۔ اور قوانین کیا ہیں؟ وہی احکامات جو قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر کے بیان فرمائے ہیں۔ یا وہ احکامات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول سے ہمیں بتائے، یا اپنی سنت سے بتائے۔

یہ تو اسلام کی خوبصورتی ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں ان پابندیوں میں رہنا نہیں چاہتا تو پھر اسلام کہتا ہے کہ تمہیں آزادی ہے، دینِ اسلام کی حدود سے باہر چلے جاؤ، یا اگر اسلام کے دائرہ میں رہنا ہے تو پھر بہرحال ڈسپلن کی پابندی کرنی پڑے گی جو قائم کیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ اعلان فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے اعلان کروایا کہ یہ اعلان کر دیں کہ میری عبادتیں، میری قربانیاں، میری زندگی اور میری موت سب خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ یعنی میرا ہر عمل قرآن ہے۔ حضرت عائشہؓ کے قول کی قرآنِ کریم خود تصدیق کر رہا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے اسوہ پر چلنے کا ہمیں حکم ہے، اُن کی تو زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو گیا تھا۔ ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم میں وہ تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا ہمیں بنائیں۔ یا ہمارا نفس ہمیں اس طرف لے جا رہا ہے کہ زمانے کے ساتھ چلو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی تمہیں کہہ دیا ہے کہ تم پر کوئی سختی نہیں۔ بندے اور خدا کا معاملہ ہے اس لئے دوسروں کو دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض لوگ نمازوں کے لئے بھی کہو تو کہہ دیتے ہیں ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے تم کون ہوتے ہو؟ خدا کا معاملہ ہے، قرآنِ کریم میں اس کی پابندی کروائی گئی ہے اور اس نظام کو بھی پابند کیا گیا ہے۔ خلافت کے ساتھ منسلک رہنا ہے تو عبادتوں کی طرف بھی توجہ دینی ہوگی۔

پھر شیطان دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ خلیفہ وقت اور نظامِ جماعت تم پر غلط اور ناجائز سختیاں کر رہا ہے۔ اگر ہم میں سے کسی کی سوچ یہ ہے کہ نظامِ جماعت یا خلیفہ وقت ہم پر ناجائز سختیاں کر رہا ہے تو وہ غلط ہے۔ اُس کو اپنی فکر کرنی چاہئے، اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد جو مَیں نے پہلے پڑھا تھا کہ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا یہ حکم تو اصل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کے لئے ہے۔ یہ آپؐ کے لئے نہیں۔ آپؐ تو پہلے دن سے ہی اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سند جاری فرما دی تھی کہ آپ اعلان کر دیں کہ میرا اپنا تو اب کچھ بھی نہیں رہا۔ جو کچھ ہے خدا تعالیٰ کا ہے۔ اس لئے وَلَا تَطْغَوْا، کہ حد سے نہ بڑھو۔ یہ اشارہ اور یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں تھا بلکہ ہمارے لئے تھا کہ تمہاری کچھ حدود ہیں اور وہ حدود ہیں جو قرآنِ کریم نے مقرر کر دی ہیں۔ تمہاری حدود وہ ہیں جن کا اسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرما دیا ہے۔ ان حدود سے آگے بڑھے تو تم خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والے ہو گے۔

پس فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ لاعلمی میں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والی بن جائے۔ لاعلمی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی غلط تشریح کر کے کہیں کوئی اللہ تعالیٰ کی حدود توڑنے والا نہ بن جائے۔ پس ہر عورت کو، نوجوان کو، بوڑھی کو، مرد کو یہ خیال ہمیشہ رکھنا ہوگا کہ ہم نے اپنی حدود کو جاننا اور پہچاننا ہے اور اُن کا خیال بھی رکھنا ہے، یعنی اُن پر عمل بھی کرنا ہے۔ انسان کمزور ہے، غلطی سے یا بشری کمزوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بعض دفعہ تعمیل نہیں بھی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم اور کریم ہے، استغفار پر معاف بھی فرماتا ہے، درگزر بھی فرماتا ہے لیکن ایک غلط حرکت کرنا اور پھر اُس پر ضد کرنا اور بحث کرنا اور سمجھانے والوں کو برا بھلا کہنا، یہ بات انسان کو اللہ تعالیٰ کی حدود توڑنے والا بناتی ہے اور پھر گناہوں میں بھی بڑھاتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے پیغام کو ہم سب کو سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں نہ ہی زبردستی مسلمان بنایا گیا ہے، نہ ہی تم نے اس زمانے میں زمانے کے امام کی بیعت اس لئے کی ہے کہ تمہیں کوئی خوف تھا بلکہ اپنی مرضی سے یہ سب کچھ تم نے کیا ہے۔ جب اپنی مرضی سے سب کچھ کیا ہے تو اس نظام کی پھر پابندی کرنی بھی ضروری ہوگی۔ نہ ہی کبھی یہ ہوا کہ اسلام میں رہنے کے لئے کسی پر زبردستی کی گئی ہو، گو غیر احمدیوں کے یہی نظریات ہیں کہ زبردستی اگر اسلام میں کوئی آ گیا اور جب نکلتا ہے تو مرتد بن گیا اور اُس کو قتل کر دو۔ لیکن کہیں بھی قرآنی تعلیم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس زمانے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو مزید کھول کر یہ واضح فرما دیا کہ اسلام میں زبردستی نہیں ہے لیکن جب تم ایک دفعہ داخل ہو گئے ہو اور رہنا چاہتے ہو تو پھر بہرحال پابندی کرنی پڑے گی۔ جب تم نے اس دین کو قبول کر لیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا دین ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرو گے تو شیطان سے نجات پاؤ گے۔ اور یہ شیطان سے نجات کا راستہ اُس وقت تک نظر آتا رہے گا جب تک تم نظامِ خلافت کے کڑے پر ہاتھ ڈالے رکھو گے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پکڑے رکھو گے۔

اللہ تعالیٰ دعاؤں کو بھی سنتا ہے اور دلوں کا حال بھی جانتا ہے۔ اس لئے نیک نیتی کے ساتھ اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور ہر احمدی کو، عورت مرد کو یہ حکم ہے کہ دعائیں کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے تو اس پر قائم بھی رکھے اور شیطانی خیالات کو اللہ تعالیٰ مجھ پر حاوی نہ ہونے دے۔ اگر یہ سب کچھ ہوگا تو دنیا کی جو لذات ہیں، دنیا کے فیشن ہیں یا یہ احساسِ کمتری کہ اگر ہم دنیا کے مطابق نہ چلے تو ہمیں دنیا کیا کہے گی، یہ سب چیزیں بے حیثیت ہو جائیں گی۔ دین اور جماعت مقدّم ہو جائے گی۔ ایک احمدی لڑکی اپنی حیا کی حفاظت کرنے والی ہو جائے گی۔ اُس کو یہ خیال نہیں آئیں گے کہ کیا حرج ہے اگر میری تصویر رسالوں میں چھپ جائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا جو پردہ کا حکم ہے اُسے اس بات سے روکے رکھے گا کہ یہ حرکت نہیں کرنی۔ یہ خیال پیدا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی حکمت ہے اور یہ حکم بھی پردہ کا اور اپنی حیا کا قرآنِ کریم کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ اس لئے میں نے بہرحال اپنی حیا اور اپنے پردہ کی حفاظت کرنی ہے۔ تمام اُن باتوں پر عمل کرنا ہے یا کرنے کی کوشش کرنی ہے جن کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اُن راستوں پر چلنے کی دعا مانگنی ہے جو اُس کی پسند کے راستے ہوں۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے ملنے والے ہر حکم کی تعمیل کر کے اپنے عہد کو پورا کرنا ہے کہ جو بھی معروف فیصلہ وہ کریں گے اُس کی پابندی ضروری سمجھوں گا اور یہ پابندی قرآنِ کریم میں ہے۔ جب اس سوچ کے ساتھ ہر عورت زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے گی، ہر مرد زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے گا تو پھر یہ کڑا جس پر اُس نے ہاتھ ڈالا ہے اُسے شیطانی اور دنیاوی خیالات سے بچانے کی ضمانت بن جائے گا۔ اس کی وضاحت بھی جو پہلے میں نے آیت تلاوت کی اُن میں سے اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرما دی ہے کہ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (البقرۃ:258) کہ اللہ تعالیٰ اُن کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ پس اس بات کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ جس کا دوست ہو جائے، شیطان وہاں آ سکے۔

کل ہی مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے یہ بتایا تھا کہ شیطان وہیں آتا ہے جہاں رحمان سے تعلق کٹتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ یہ اعلان فرماتا ہے کہ جن کا وہ ولی ہو جائے، اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اُس روشنی کا حقیقی پتہ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اب کیا کوئی پسند کرے گا کہ اندھیروں سے روشنی کی طرف نہ آئے؟ یہ دنیاوی روشنی نہیں ہے، یہ دنیا کی چمک دمک نہیں ہے بلکہ ایک مومن کا مطمحِ نظر اللہ تعالیٰ کی رضا بن جاتا ہے اور یہ وہ روشنی ہے جو اس رضا کو حاصل کرنے والا بناتی ہے۔ پھر یہ دنیاوی آسائشیں، چمک دمک اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والوں کے گھر کی لونڈی بن جاتی ہیں۔

پس ایک مومن کو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی ہے کہ تمہارا ایمان لانا، ہدایت کو پانا، اُس پر قائم رہنا، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا تمہیں اللہ تعالیٰ کا دوست بنا دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا دوست بننے کے لئے، اپنے ایمان میں ترقی کرنے کے لئے اس کڑے کو پکڑے رکھو ورنہ شیطان گھات لگائے بیٹھا ہے، وہ کسی وقت بھی تمہیں اُچک لے گا۔ اپنا دوست بنانے کے لئے بڑے بڑے سبز باغ دکھائے گا۔ شیطان بھی دوست بنانے کے لئے باغ دکھاتا ہے اور شیطان ورغلاتا بھی لالچ دے کر ہی ہے اور جو بھی اُس کے بھرّے میں آ گیا، اُس کی لالچ میں آ گیا، سمجھ لے کہ وہ اندھیروں میں ڈوب گیا۔ بظاہر دنیا کی روشنی دکھا کر شیطان ورغلائے گا لیکن حقیقت میں یہ اندھیروں کی طرف لے جانے والی ہوگی۔

یہاں مَیں یہ بھی واضح کر دوں کہ مومن کی، ایک ایمان لانے والی کی اللہ تعالیٰ نے خود ہی بعض خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ مختصر ایک دو میں یہاں بیان کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سب محبتوں سے زیادہ ایک مومن میں ہوتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے تو پھر شیطان کے حملے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر سن کر اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔ جو بات اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے کی جائے، ایک خوف پیدا ہوتا ہے اور پھر اُس کو کرنے کی طرف یا رُکنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔

پھر ایک مومن کی نشانی یہ بھی ہے کہ نماز کو اُن کی شرائط کے ساتھ ادا کرے۔ یہ بھی بڑی ضروری چیز ہے، فرائض میں شامل ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر مومن اپنے رزق میں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ یہ بھی آج اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر فضل ہے کہ حقیقی ایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔

پس احمدی کی یہ خصوصیات جو ہیں، جن جن میں ہیں، یا جن میں کمزوریاں ہیں اُن کو اپنا جائزہ لینا چاہئے، دیکھیں کس حد تک ہیں اور کس حد تک ان کمیوں کو پورا کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کی ایک نشانی یہ بھی ہے جو پہلے بھی میں نے بیان کی کہ اللہ اور اُس کے رسول کی آواز پر سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتے ہیں۔ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔

پس ہر احمدی کی سوچ کا دائرہ خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہونا چاہئے۔ اگر ہر لڑکی، ہر عورت اس سوچ کی حامل ہو جائے گی تو ہماری آئندہ نسلوں کے لئے دین پر قائم رہنے کی ضمانت بھی مل جاتی ہے۔ پس اپنے مقاصد کو اونچا رکھیں۔ دنیاوی ترجیحات کی جگہ خدا کی رضا ہر عورت کی اولین ترجیح ہونی چاہئے، ہر مرد کی ہونی چاہئے۔

یہ نظم بھی جو آپ نے سنی ہے اس میں بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے درد سے اپنے دل کا نقشہ کھینچا ہے اور اس میں اپنی ذات کے لئے ہی نہیں مانگا بلکہ اُس جماعت کے لئے بھی مانگا ہے جس کی رہنمائی آپ کے سپرد تھی۔ پس آج بھی اور ہمیشہ ہی خلیفہ وقت کی اپنے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی یہی دعا ہو گی۔ آج کفر و بدعت پہلے سے زیادہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ الیکٹرانک رابطوں کے ذریعہ سے تمام دنیا ایک ہو چکی ہے۔ ان رابطوں کے ذریعے جن میں موبائل شامل ہیں، انٹرنیٹ وغیرہ شامل ہیں اور اب تو موبائل فونوں میں بھی انٹرنیٹ مہیا ہونے لگ گئے ہیں، اور اکثر بچوں نے بھی پکڑے ہوتے ہیں۔ نوجوانوں نے بھی پکڑے ہوتے ہیں۔ لڑکیوں نے بھی اور لڑکوں نے بھی، جن کو یہ پتہ ہی نہیں کہ ان کا جائز استعمال کیا ہے اور ناجائز استعمال کیا ہے؟ شوق میں کرتے رہتے ہیں اور پھر بعض دفعہ ناجائز استعمال کی عادت پڑ جاتی ہے اور اسی طرح مختلف اَور بیہودہ چیزیں بھی ہیں۔ ان چیزوں نے نیکیوں سے زیادہ برائیاں پھیلانے کا کام شروع کیا ہوا ہے۔

پس والدین کو اپنے بچوں کے بارے میں یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ جب اُن کے ہاتھوں میں موبائل پکڑا دیتے ہیں اور نئی قسم کے موبائل پکڑا دیتے ہیں جس میں ہر قسم کی اپلیکیشن (Application) وغیرہ مہیا ہیں تو پھر اُن پر نظر بھی رکھنی چاہئے۔ کیونکہ بعض دفعہ شکایات آتی ہیں یہ سوچتے ہی نہیں اور پھر بعد میں پتہ چلتا ہے کہ ہماری لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی ان برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پس ان برائیوں کے خلاف ہمیں بھی آج جہاد کی ضرورت ہے جو انٹرنیٹ اور ٹی وی وغیرہ اور دوسرے ذریعے سے دنیا میں پھیلائی جا رہی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفر و بدعت کو غرق کرنے کے لئے طوفانِ نوح جیسا طوفان مانگا تھا۔ اگر ہمارا دعویٰ ہے اور یقیناً ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نے دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے تو پھر ہمیں بھی ایسی دعائیں کرنی ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کو کھینچ کر لائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں کہ ہم دنیا کو فتح کر سکیں۔ اور جب دعائیں مانگیں گے تو ہمیں اپنے عمل بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے ہوں گے۔ اپنے دلوں کو ہر قسم کی بدیوں سے دھونا ہو گا تا کہ ہمارے سینے نور سے بھر جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا ولی ہو جائے اور ہم کامیابیوں کی منزلیں طے کرنے والے ہوں۔

پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ ایک سچی تڑپ کے ساتھ، اُس تڑپ کے ساتھ جس تڑپ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شعر کہے۔ اپنی روح کی مرض کا، بیماری کا علاج بھی خدا تعالیٰ سے مانگے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر یہ علاج بھی نہیں ہو سکتا۔ قرآنی احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر اُس سے مدد بھی مانگے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کوئی عمل، عملِ صالح نہیں ہو سکتا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد کامل اطاعت کے ساتھ اس پر قائم رہنے کی دعا بھی مانگے کہ اس کے بغیر دین پر قائم رہنا ممکن نہیں۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد بندے کو خدا سے ملانا، اسلام کی حقّانیت دنیا پر ثابت کرنا اور دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا تھا۔ اور یہی ہمارا مقصد ہے اور اس مقصد کو، جیسا کہ میں نے کہا، ہم اُس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے، جب تک ہم اپنے ہر عمل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ دین کو دنیا پر مقدّم نہیں سمجھیں گے۔ اپنے دلوں کو اُس نور سے منور نہیں کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔

پس ہر احمدی بچی اور عورت کو اپنی اس ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے۔ عورت پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ صرف اپنے دل کو ہی اس روشنی سے روشن نہیں کرنا بلکہ اپنی اولاد کے دلوں کو بھی روشن کرنا ہے تا کہ جلد تر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہراتا ہوا دیکھیں۔ پس ہر احمدی عورت اس بات کی ذمہ دار ہے کہ اس اہم فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک یہ عہد نہ کریں کہ آج سے ہماری ترجیحات دین ہو گا، نہ کہ دنیا۔

نوجوان بچیاں یاد رکھیں اُن کی بقا دین میں ہے۔ دنیا میں نہیں۔ پس یہ کبھی خیال بھی نہ لائیں کہ فلاں حکم چودہ سو سال پرانا ہے اور آج اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ یا دین میں جبر نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں اختیار ہے کہ جو چاہو کرو۔ جس حکم کو چاہیں ہم قبول کریں، جس کو چاہیں انکار کر دیں۔ اسلام کا ہر حکم آج بھی اُتنا ہی اہم ہے جتنا چودہ سو سال پہلے تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی نوجوان بچیاں ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ مَردوں سے بڑھ کر نتائج پیدا کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں علم و معرفت میں مزید بڑھاتا چلا جائے۔ اللہ کرے اس تعداد میں ہمیشہ اضافہ ہوتا چلا جائے اور مجھے بھی اور آئندہ آنے والوں کو بھی یہ بے فکری ہو جائے کہ ہماری یہ نسل بھی اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی اُن ہاتھوں میں پروان چڑھ رہی ہیں جو اس بات کا پکّا اور مصمّم ارادہ کر چکی ہیں کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں گاڑ کر دم لینا ہے اور اپنی ترجیحات کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا کر لیں۔

✡✡✡✡✡

بقیہ: متی کی انجیل پر ایک نظر از صفحہ نمبر 4

the neighbour (Lev. 19:18) Actually this combination was known گ in Jewish catechism.

مَیں اپنے مسیحی بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ وہ ان تینوں حوالوں سے مرقس کے حوالے کو زیادہ توجہ سے پڑھیں جہاں یسوع صاف کہتے ہیں:۔

اوّل یہ ہے کہ اے اسرائیل سُن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔

فرمایئے عیسائی پادری صاحبان کیا یہ تعلیم جو پرانے عہدنامہ سے لی گئی ہے اور تثلیث کی تعلیم دونوں ایک وقت میں سچی ہو سکتی ہیں؟

متی باب 22 کی آیات 41 تا 46 کو دیانتداری سے پڑھ کر اور دل میں خدا کا خوف رکھ کر پڑھنے والا ہر عیسائی یہ سمجھ سکتا ہے کہ نیا عہدنامہ (کم از کم موجودہ شکل میں) خدا کا کلام نہیں ہے، لکھا ہے:۔

اور جب فریسی جمع ہوئے تو یسوع نے ان سے پوچھا کہ تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو؟ وہ کس کا بیٹا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا داؤد کا۔ اس نے ان سے کہا پس داؤد روح کی ہدایت سے کیونکر اسے خداوند کہتا ہے کہ خداوند نے میرے خداوند سے کہا۔

میری دہنی طرف بیٹھ جب تک مَیں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کے نیچے نہ کر دوں؟ پس جب داؤد اس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا؟ اور کوئی اس کے جواب میں ایک حرف نہ کہہ سکا۔

(متی باب 22 آیت 41 تا 46)

ہم ہر دیانت دار مسیحی بھائی سے پوچھتے ہیں کہ کیا یسوع نے یہاں صاف طور پر اس بات سے انکار نہیں کیا کہ آنے والا مسیح داؤد کی نسل سے نہیں ہو گا۔ داؤد کا بیٹا کہلائے گا؟ آپ ہزار تاویل کرنے کی کوشش کریں مگر یہ بات بالکل واضح ہے۔

دوسری طرف متی کے انجیل نویس نے پہلے باب میں یسوع کو ابن داؤد ثابت کرنے کے لئے ایک نسب نامہ دیا ہے اور لوقا نے باب تین میں یسوع کو ابن داؤد ثابت کرنے کے لئے ایک نسب نامہ دیا ہے۔ دونوں نسب ناموں کے ناموں میں بھی اختلاف ہے، ناموں کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔

پرانے عہدنامہ میں دیئے گئے نسب ناموں سے بھی اختلاف ہے۔ دونوں انجیل نویسوں نے یہ کوشش اس لئے کی ہے کہ پرانے عہدنامہ کی بعض عبارتوں کی رو سے یہودی بالعموم آنے والے مسیح کو داؤد کی نسل میں سے قرار دیتے ہیں مگر افسوس کہ انجیل نویسوں کی یہ ساری کوشش رائیگاں گئی کیونکہ حضرت مسیح خود اس بات سے صاف انکار کرتے ہیں کہ آنے والا مسیح داؤد کی نسل سے ہو گا اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے وہ پرانے عہدنامہ کا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔

فرمایئے پادری صاحبان! کیا اب بھی آپ نئے عہدنامہ کو خدا کا کلام قرار دیں گے جو ہر غلطی، ہر تضاد سے پاک ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

❋❋❋❋❋❋❋❋

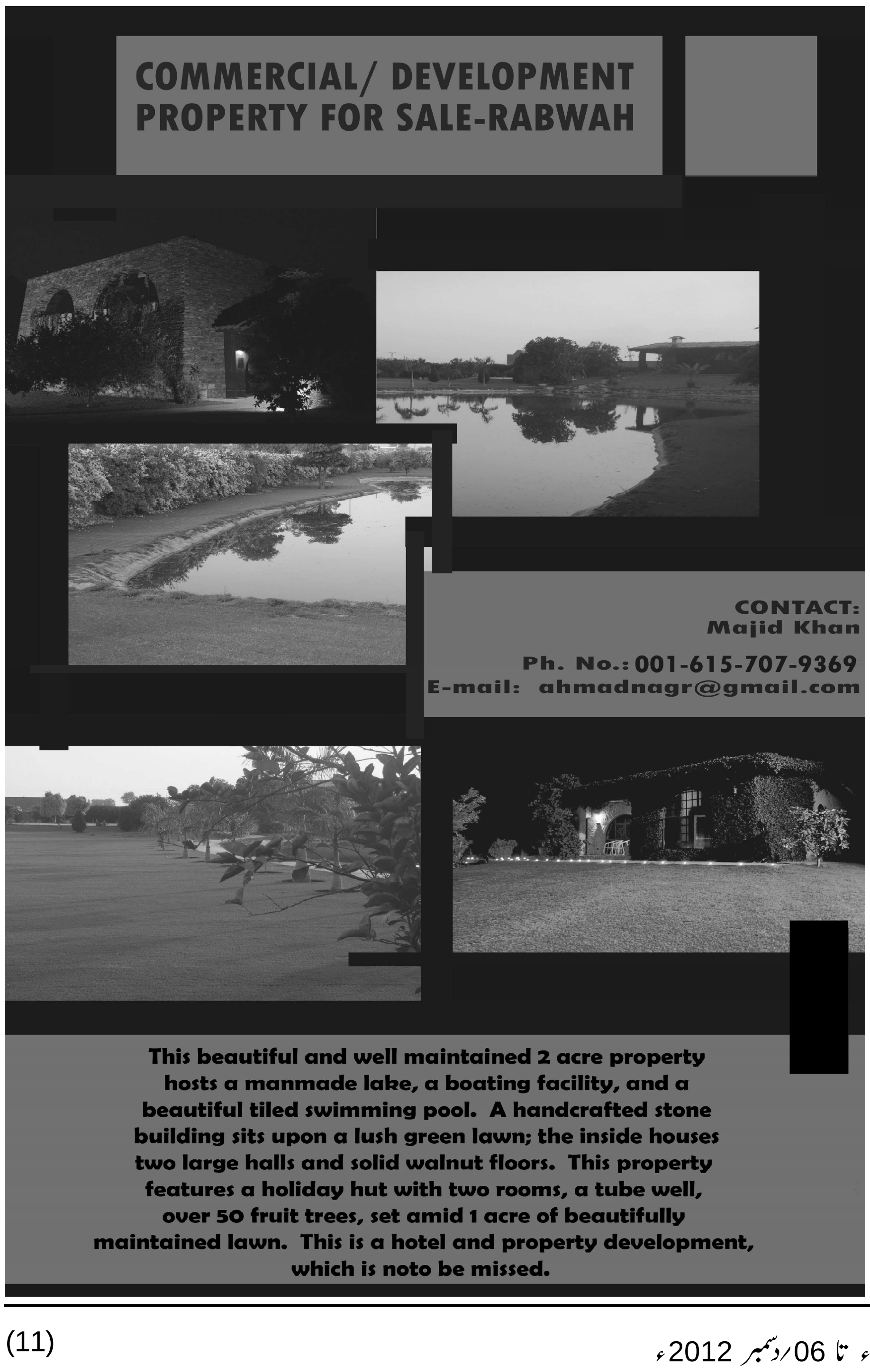

دارالاسلام اور دارالحرب
معنے ومفہوم اور مختلف نظریات

(تحریر: حضرت ملک سیف الرحمن صاحب۔ (مرحوم) مفتئ سلسلہ)

(قسط نمبر5۔ آخری)

اسلامی جنگوں کے آداب

1۔ جنگ میں پہل نہیں کرنی چاہئے اور نہ اس کی طرح ڈالنی چاہئے۔

2۔ دشمن کی زیادتیوں کا اسی قدر بدلہ لیا جائے جس قدر انہوں نے زیادتی کی ہے۔ اس سلسلہ میں بھی اگر بھلائی اور بہبود اور اصلاح درگزر اور معافی میں نظر آئے تو معاف کردیا جائے جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے ثابت ہے۔

فرمایا:۔ فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ۔ (سورۃ البقرہ:195) پس جو تم پر زیادتی کرے (اور حملہ میں پہل کرے) تو تم بھی اس کی زیادتی کے مطابق بدلہ لے سکتے ہو اور اس میں بھی اللہ کا تقویٰ اختیار کرو (فتنہ کا انسداد اور اصلاح مدِّ نظر ہو) اور اچھی طرح جان لو کہ اللہ متقیوں کا ساتھ دیتا ہے۔

مزید فرمایا:۔ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ٥ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۔ (سورۃ الشوریٰ: 41-40) اور جب ان (سچے مسلمانوں) پر ظلم ہوتا ہے تو وہ ظلم کے مطابق بدلہ لیتے ہیں (زیادتی نہیں کرتے) اور جو (مومن تقاضۂ حالات کے مطابق) معاف کر دیتے ہیں اور ان کے مدِّ نظر اصلاح ہوتی ہے تو ان کا اجر اور ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور یقیناً وہ (اللہ) ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

3۔ جنگ کے بغیر یونہی لوگوں کو پکڑ لینا اور قیدی بنا لینا جائز نہیں۔ ہاں اگر یہ پختہ خبریں ملیں کہ کوئی ملک یا گروہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے تو مسلمانوں کے لئے یہ جائز ہوگا کہ ان کو تیاری کا موقع نہ دیں تا کہ ان میں مقابلہ میں آنے کی سکت نہ رہے۔ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ (سورۃ الانفال:68) یعنی یہ نبی کی شان نہیں (اور نہ اس کے لئے جائز ہے) کہ وہ (مخالف کی طرف سے مسلط کی ہوئی) خون ریز جنگ لڑے بغیر لوگوں کو قیدی بنالے (اگر تم لڑائی کے بغیر لوگوں کو قید بناؤ گے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ) تم دنیوی سامان کے طالب ہو حالانکہ اللہ آخرت چاہتا ہے (تمہاری نظر بھی آخرت اور انجام پر ہونی چاہئے۔ دنیوی سامان تو آنی جانی چیزیں ہیں) اور اللہ غالب آنے والا اور بڑی حکمتوں والا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:۔ فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ذٰلِکَ وَلَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوَاْ بَعْضَکُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ (سورۃ محمدؐ:5) یعنی (یہ کافر جو اللہ کی راہ سے زبردستی روکتے ہیں اور تم سے جنگ آزما ہیں) اگر تمہاری ایسے کافروں سے مڈھ بھیڑ ہو تو (حسبِ ضرورت) ان کی گردنیں اُڑا دو یہاں تک کہ جب تم خون ریز جنگ کر چکو (اور غالب آجاؤ) تو ان کی مشکیں کس (کر باندھ) لو پھر (اس کے بعد) یا تو احسان کرو (اور ان کو مفت چھوڑ دو) یا فدیہ (اور تاوان جنگ) لے لو (اور اس طرح ان کو رہا کردو) (یہ اس لئے کرنا ہے) تا کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔ (لڑائی کے اسباب کا قلع قمع ہوجائے) یہی (جنگ کا اُصول) ہے اور اگر اللہ چاہتا تو (صرف آسمانی عذابوں کے ذریعہ) ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اس نے چاہا کہ تم میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ آزمائے اور جو لوگ (اس آزمائش میں) اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں اللہ ان کے اعمال کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ (دنیا میں بھی اللہ اس کا بدلہ دے گا اور آخرت میں بھی ثواب عطا کرے گا)

4۔ جنگ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی چوتھی ہدایت یہ ہے کہ جو لوگ جنگ کے دوران صلح کے طالب ہوں اور امن وامان کے ساتھ رہنے کی پیشکش کریں تو ان کی اس پیشکش کو قبول کرلیا جائے اور امن کے قیام میں ان کا تعاون حاصل کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ کَثِیْرَةٌ کَذٰلِکَ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ فَتَبَیَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا۔

(سورۃ النساء:95)

اے وہ جو (اللہ اور اس کے رسول پر) ایمان لائے ہو جب تم اللہ کی راہ میں (جنگ کی غرض سے) سفر کرو تو خوب چھان بین کرلیا کرو (بڑی احتیاط سے کام لو) اور جو تمہیں سلامتی پیش کرے (اور امن کا طالب ہو) تو یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو (تم دل سے امن وامان نہیں چاہتے اور اگر تم ایسا کرو گے تو اس کے یہ معنے ہوں گے) تم دنیوی زندگی چاہتے ہو (اور تمہاری نظر مالِ غنیمت پر ہے) حالانکہ خدا کے پاس غنیمتوں کے خزانے ہیں (وہی تمہاری ضرورتیں پوری کرے گا) تم بھی پہلے ایسے ہی تھے (کہ لوگوں سے امن وامان سے رہنے دینے کے مطالبے کرتے اور لوگ تمہاری بات نہ مانتے اور تم پر ظلم ڈھاتے) اب جب کہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے (اور تمہیں اقتدار بخشا ہے تو تم بہتر نمونہ دکھاؤ) پس اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو (کہ صدق دل سے امن کی پیشکش ہورہی ہے یا اوپر اوپر سے مہلت کے بہانے تلاش کئے جارہے ہیں) اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ یقیناً آگاہ ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا: وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (سورۃ الانفال:62) وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ (سورۃ الانفال:59) یعنی اگر وہ (مخالف) صلح (کے معاہدے) کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو (اور صلح کا معاہدہ کرلو) اور اللہ پر توکل کرو (اس پر بھروسہ رکھو) اللہ یقیناً بہت (دعائیں) سننے والا اور (دلوں کا حال) جاننے والا ہے۔

اور اگر تمہیں کسی معاہد قوم سے خیانت کا ڈر ہو (یعنی معاہدہ شکنی کا اندیشہ ہو) تو ان سے معاہدے کے ختم ہونے کا کھلے بندوں اعلان کردو (تا کہ دونوں فریقوں کے علم میں آجائے کہ اب معاہدہ ختم ہے) اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (اس لئے تمہاری طرف سے کسی خفیہ سازش یا خیانت کی کوئی صورت ظاہر نہیں ہونی چاہئے۔) اس سلسلہ میں صلح حدیبیہ کا معاہدہ مصالحت کی کوشش کی ایک بہترین مثال ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن 6 ہجری کے قریب عمرہ اور مسجد حرام کی زیارت کا ارادہ کیا کیونکہ خانہ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ اور مسجد حرام شعائر اللہ تھی اور ان مقدس مقامات کی زیارت کرنے کا آپؐ کو اور دوسرے مسلمانوں کو حق تھا اور اس حق کے حصول میں کسی کو روک نہیں بننا چاہئے تھا۔ بہرحال آپؐ چودہ سو ساتھیوں کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر بسوئے مکہ روانہ ہوئے۔ جب آپ حدیبیہ کے مقام تک پہنچے تو مکہ کے قریش کی طرف سے آپؐ کو دھمکی دی گئی کہ اگر کوئی مسلمان مکہ میں داخل ہوا تو زندہ واپس نہیں جاسکے گا۔ آپؐ نے مکہ والوں کو پیغام بھجوایا کہ ہم کسی جھگڑے یا جنگ کے لئے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کرنے کی غرض سے آئے ہیں اس لئے اہل مکّہ کی مزاحمت بیجا ہے۔ لیکن مکّہ والے جنگ کے لئے تلے ہوئے تھے اور اس کے لئے بہانے ڈھونڈ رہے تھے لیکن دوسری طرف آپ کی یہ کوشش تھی کہ جنگ تک نوبت نہ پہنچے اور کسی طرح اہلِ مکہ عمرہ کرنے کی اجازت دے دیں۔ چنانچہ مصالحت کے لئے آنے والے ایک وفد نے واپس مکہ جا کر کہا: اَنَّهٗ لَمْ یَأْتِ یُرِیْدُ حربًا وَاِنَّما جَاءَ زَائِرًا لِلْبَیْتِ وَمُعَظِّمًا لِحُرْمَتِهٖ۔ کہ آپؐ جنگ کی غرض سے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں اور اس کی حرمت کی تعظیم چاہتے ہیں۔ احابیش کا ایک اور وفد آیا اُس کے سردار نے واپس جا کر کہا: **یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ وَاللّٰهِ مَا عَلٰی هٰذا حَالَفْنَاکُمْ وَلَا عَلٰی هٰذا عَاقَدْنَاکُم اَیُصَدُّ عَنْ بَیْتِ اللّٰهِ مَنْ جَاءَ مُعَظِّمًا لَهٗ**۔ اے قریش! ہم تمہارے اس لئے حلیف نہیں بنے تھے اور نہ ہی اس بات پر تمہارے ساتھ عہد باندھے تھے۔ کیا تم اس شخص کو بیت اللہ سے روکتے ہو جو اس کی تعظیم کے ساتھ آتا ہے۔

آخر وفود کا تبادلہ ہوا۔ بات چیت ہوئی اور انجام کار ایک صلح نامہ طے پایا جو ''صلح حدیبیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس صلح نامہ کی چند اہم شقیں یہ تھیں۔

i۔ اس سال مسلمان مکہ میں داخل نہ ہوں بلکہ واپس چلے جائیں البتہ اگلے سال وہ بغیر اسلحہ کے آئیں اور عمرہ کر کے واپس چلے جائیں۔

ii۔ اس معاہدہ صلح کے بعد مکہ کا جو شخص مسلمان ہو کر مدینہ جائے گا۔ قریش کے مطالبہ پر مسلمان اُسے واپس کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ لیکن اگر مدینہ کا کوئی آدمی اسلام چھوڑ کر مکہ آجائے گا تو مکہ والے اُس کی واپسی کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔

iii۔ دس سال تک آپس کی جنگی کارروائیاں بند رہیں گی اس کے بعد حسبِ حالات نیا معاہدہ ہوگا۔

اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ایسا معاہدہ کرنے پر سخت رنجیدہ تھے جس میں مکہ والوں کی قریباً ساری شرائط مان لی گئی تھیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر امن وامان کا ماحول قائم کرنے پر تھی اور آپؐ ہر قیمت پر صلح چاہتے تھے۔

(صلح کی شدید خواہش کا ایک اور واقعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیرت انگیز حکمتِ عملی کا آئینہ دار ہے، یہ ہے کہ باوجود اس کے قریش کسی بھی بہانے صلح سے گریز کے درپے تھے مگر آپؐ نے اسے ہر قیمت پر ممکن بنایا۔ چنانچہ لکھوایا۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم**۔ قریش کے نمائندہ سہیل نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ یہ کلمات ان کے ہاں متعارف نہیں۔ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے۔ **بِاسْمِکَ اللّٰهُمَّ** لکھو۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا ایسا ہی سہی۔ یہ بھی اللہ کے ذکر کا ایک طریق ہے۔ پھر آپؐ نے لکھوایا۔ **هٰذا ما صالح علیه محمد رسول اللّٰه سهیل بن عمرو**۔ اس پر سہیل نے پھر اعتراض کیا کہ ہم تو آپ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے۔ سارا جھگڑا تو اسی بات پر ہے۔ محمد بن عبداللہ لکھا جائے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا یونہی سہی۔ یہ بھی درست ہے کیونکہ مَیں محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔) تا کہ صلح کے ماحول میں تبلیغ کے راستے کھلیں۔ لوگوں کا آنا جانا آسان ہوجائے اور لوگ کلامِ الٰہی سن سکیں چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ یہ صلح اتنی بابرکت ثابت ہوئی اور اس کثرت کے ساتھ تبلیغی وفد بھیجے گئے اور اطراف کے بادشاہوں کو تبلیغی خط لکھے گئے کہ اس سے پہلے اس کے دسویں حصہ کے برابر بھی کوشش نہ ہوسکی تھی۔ اس طرح اس دوران میں اس کثرت کے ساتھ لوگ مسلمان ہوئے کہ دو سال بعد اہلِ مکہ کی معاہدہ شکنی کے نتیجہ میں جب آپؐ قریش سے باز پرس کرنے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپؐ کے ساتھ دس ہزار قدوسی تھے جبکہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپؐ کے ساتھیوں کی تعداد کل چودہ سو تھی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 681تا687،690 امر الحدیبیۃ فی آخر سنۃ ست......مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت2001ء)

(مسند احمدبن حنبل جلد 1صفحہ 268-267 مسند علی بن ابی طالب حدیث نمبر656 مطبوعہ بیروت 1998ء)

5۔ جنگ کے آداب کے سلسلہ میں اسلام کی پانچویں ہدایت یہ ہے کہ جب دشمن جنگ میں شکست کھا کر مغلوب ہوجائے تو جہاں تک ممکن ہو قتلِ عام سے پرہیز کیا جائے بلکہ اگر حالات اجازت دیں تو معافی کا اعلانِ عام کردیا جائے جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ظاہر ہے۔

فتح کے بعد آپؐ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تم نے سالہا سال مخالفت کی۔ مسلمانوں پر ظلم ڈھائے اب بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ وہ جانتے تھے ان سے مخاطب ایک رحیم وکریم ذات ہے۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا: جو ایک شریف اور کریم بھائی اپنے خطا کار بھائیوں سے روا رکھ سکتا ہے اور جو یوسف نے اپنے بھائیوں کے ساتھ روا رکھا تھا۔ آپؐ نے اس پر فرمایا: میرا یہی ارادہ تھا۔ **اِذْ هَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاء لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکُمْ**۔ جاؤ تم آزاد ہو (کسی قسم کی سزا تو کیا) آج کا دن کسی کی ملامت کا دن ہے اور نہ کسی سرزنش کا اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردے۔

اس مہم میں آپؐ نے خون ریزی سے بچنے کے لئے کئی تدابیر اختیار فرمائیں۔ ایک تو مکہ کی طرف اپنی روانگی کو خفیہ رکھا (رواہ الشیخان)۔ دوسرے ہدایت تھی کہ صرف مزاحمت کرنے والوں کا خاتمہ کیا جائے۔ جب فاتحین کا جلوس مکہ کی سڑکوں سے گزر رہا تھا تو انصار کے علَم بردار حضرت سعد بن عبادہؓ نے جوش میں آ کر نعرہ لگایا:۔ **الیوم یومُ الملحمة، الیوم تستحِلّ الحرمة، الیوم اَذَلَّ اللّٰه قریشًا** کہ آج قتلِ عام کا دن ہے اور آج کعبہ کی حرمت بھی حلال ہو جائے گی۔ آج اللہ تعالیٰ کی طرف سے قریش کے لئے ذلّت کے سامان ہوں گے۔ آپؐ تک جب یہ خبر پہنچی تو ناراض ہوئے کیونکہ ایسے موقع پر اس قسم کے نعرے اشتعال پیدا کر سکتے تھے اور خون ریزی کا باعث بن سکتے تھے اس لئے انہیں ناپسند فرمایا اور سعد سے جھنڈا لے کر ان کے لڑکے کے سپرد کر دیا تا کہ سعد کو سرزنش بھی ہوجائے اور ان کا دل بھی میلا نہ ہو کیوں کہ بیٹے کے سپرد جھنڈا ہونے کے یہی

معنے ہیں کہ گویا سرداری کا یہ جھنڈا ان کے گھر میں ہی رہا۔

(شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللد نیة از علامه حافظ شهاب الدین قسطلانی جلد3صفحه407۔غزوة الفتح الأعظم، دار الکتب العلمیه بیروت 1996ء)

(کتاب المغازی للواقدی جلد دوم صفحه 256 شان غزوة الفتح، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت 2004ء)

اس کے ساتھ ہی آپؐ نے اعلان کروایا کہ جو شخص مسجد حرام میں پناہ لے گا اُسے بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔ جو شخص ابوسفیان کے گھر جا کر پناہ لے گا اُسے بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔ جو اپنے گھر میں دروازے بند کر کے بیٹھ رہے گا اُسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اس اعلان سے آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں میں جوش نہ بڑھے اور وہ امن کی خاطر پُرسکون رہیں۔

آپؐ نے اس موقع پر بعض ’’جنگی مجرموں‘‘ کا بھی اعلان فرمایا اور کہا کہ یہ لوگ جہاں بھی ملیں ان کی گردن اُڑا دی جائے کیونکہ ان کے جرائم واضح اور بھیانک تھے۔ ایسے گیارہ اشخاص تھے لیکن جب عمل کا وقت آیا تو ان میں سے بھی سات کو نہ صرف معاف فرما دیا بلکہ بعض کی دلداری بھی فرمائی اور ان کی دلجوئی بھی کی۔

❁......ایسے سات افراد کے نام یہ ہیں جنہیں سزاوارِ قتل قرار دینے کے باوجود معافی دے دی گئی۔ صفوان بن اُمیہ، عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن سعد ابی سرح، وحشی بن حرب، کعب بن زہیر، ہبار بن الاسود، عبداللہ بن الزبعری۔ ان میں سے دو کے بارہ میں کچھ تفصیل بیان کرنا مناسب ہوگا۔

1۔ صفوان بن اُمیہ مکہ کے سردار اور معاندین کے سرخیل تھے۔ ہر اس منصوبہ میں شامل ہوتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کے لئے بنایا جاتا۔ فتح مکہ کے دوران جب انہیں پتہ چلا کہ انہیں قتل کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے تو وہ مکہ سے بھاگ کر جدہ چلے گئے تا کہ وہاں سے یمن کی طرف نکل جائیں۔ ان کے ایک عزیز عمیر بن وہب الجمعی جو مسلمان ہو چکے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور! صفوان میری قوم کے سردار ہیں آپ انہیں معاف فرما دیں۔ آپؐ نے ان کی سفارش مان لی اور فرمایا صفوان کو امان دی جاتی ہے۔ عمیر نے عرض کیا کہ حضور! کوئی نشانی عنایت فرما دیں جس سے صفوان کو یقین آ جائے کہ انہیں معاف کر دیا گیا ہے۔ آپؐ نے اپنی وہ پگڑی بطور نشان عطا فرمائی جو مکّہ میں داخل ہوتے وقت آپؐ نے پہنی ہوئی تھی۔ امان کا یہ نشان لے کر عمیر جدہ گئے اور صفوان سے جا کر کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اپنے آپ کو ہلاکت سے بچائیں۔ اللہ کے رسولؐ نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔ لیکن صفوان کو یقین نہ آیا۔ اس پر عمیر نے کہا: اللہ کے رسولؐ بڑے رحیم و کریم انسان ہیں ان کی عزت میں آپ کی عزت ہے آپ مجھ پر اعتبار کریں اور میرے ساتھ چلیں۔ سب کچھ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ آخر صفوان مان گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا یہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے میری جان بخشی کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا عمیر ٹھیک کہتا ہے۔ اس پر صفوان نے کہا کہ اس کے باوجود آپؐ مجھے معاف کرتے ہیں کہ مَیں ابھی مسلمان نہیں ہوتا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں جتنی مدّت چاہو غور کرو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا کوئی جبر کی بات نہیں۔ انہی دنوں حنین کی جنگ درپیش آئی۔ صفوان مالدار آدمی تھے اور ان کی ملکیت میں بہت سے زرہیں تھیں جو لڑائی کے وقت وہ اپنے حامیوں کو دیا کرتے تھے۔ آپؐ نے صفوان سے سو کے قریب زرہیں مانگیں۔ اس پر صفوان نے کہا: اَغَصْبًا یَا مُحَمَّد یعنی اے محمد! آپ زبردستی یہ زرہیں مجھ سے چھیننا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں، بَلْ عَارِیَۃٌ مَضْمُوْنَۃٌ یعنی عاریۃً لینا چاہتا ہوں اور واپسی کا ذمہ دار ہوں۔ صفوان باوجود مسلمان نہ ہونے کے حنین کی جنگ میں شریک ہوئے۔ فتح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ واپس آ رہے تھے کہ ایک وادی سے گزر ہوا جو مالِ غنیمت کے جانوروں (بھیڑوں اور بکریوں) سے بھری ہوئی تھی۔ صفوان حیرت میں ڈوبے اتنے کثیر مال و متاع کو دیکھتے رہ گئے۔ آپؐ نے صفوان کی حیرت کو بھانپ لیا اور پوچھا: صفوان کیا یہ مال و متاع تمہیں اچھا لگتا ہے؟ صفوان نے جواب دیا: اتنا کثیر مال کس کو اچھا نہیں لگتا۔ آپؐ نے اس پر فرمایا: تو یہ سب مال مَیں تمہیں بخشتا ہوں۔ صفوان کی حیرت اور بھی بڑھ گئی اور بے اختیار ان کے منہ سے نکلا:۔ مَا طَابَتْ نَفْسُ اَحَدٍ بِمِثْلِ ھٰذا اِلاَّ نفسُ نَبِیٍّ ۔ کہ اس قدر کثیر مال بخوشی عطا کرنے کا نبی کے سوا کوئی اور حوصلہ نہیں پا سکتا۔ یہ کہا اور اسی وقت کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

(تاریخ الخمیس از شیخ حسین بن محمد جلد2 صفحہ 94-93)

2۔ عکرمہ بن ابی جہل معاندت اور دشمنی میں کسی سے کم نہ تھے۔ ان کی وجہ سے مسلمانوں نے بہت دُکھ اُٹھائے تھے۔ ان کے بارہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا کہ وہ جہاں ملیں ان کی گردن اُڑا دی جائے۔ وہ اس ڈر کے مارے یمن کی طرف بھاگ گئے۔ ان کی بیوی اُمِّ حکیم بنت الحارث مسلمان ہو چکی تھیں۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: آپ عکرمہ کو معاف کر دیں تا کہ وہ مکہ واپس آ سکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہتی ہو تو معاف کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اپنے خاوند کی تلاش میں نکلیں۔ ساحل سمندر پر پہنچیں تو جہاز لنگر اُٹھا چکا تھا۔ لیکن ابھی ساحل کے قریب ہی تھا۔ اُم حکیم نے اپنا دوپٹہ ایک لمبی سی لکڑی پر باندھا اور اُسے ہوا میں لہرایا۔ یہ اس بات کی علامت سمجھا گیا کہ کوئی مصیبت زدہ عورت فریاد کر رہی ہے۔ چنانچہ جہاز رُک گیا۔ اُمّ حکیم ایک چھوٹی کشتی (زَوْرق) میں بیٹھ کر جہاز تک پہنچیں اور عکرمہ سے کہا اے میرے چچا کے بیٹے! جِئْتُکَ مِنْ عِنْدِ اَوْصَلِ النَّاسِ وَ اَبَرِّ النَّاسِ وَ خَیْرِ النَّاسِ۔ یعنی مَیں ایک ایسی جناب کے پاس سے آئی ہوں جو صلہ رحمی کرنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔ احسان میں اُس کی کوئی نظیر نہیں۔ انسانوں میں سے بہترین انسان ہے۔ اپنے آپ کو ضائع نہ کرو۔ میری بات مانو اور میرے ساتھ مکہ واپس چلو۔ حضورؐ نے آپ کو امان دے دی ہے۔ چنانچہ عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ واپس مکہ کی طرف چل پڑے۔ ابھی عکرمہ راستہ میں ہی تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: عکرمہ واپس آ رہا ہے۔ اُس کے والد کو اس کے سامنے بُرا بھلا نہیں کہنا۔ فَاِنَّ سَبَّ الْمَیِّتِ یُؤْذِی الْحَیَّ وَلَا یَلْحَقُ الْمَیِّتَ کہ مرنے والے کی برائی کرنے سے اُس کے زندہ رشتہ داروں کو تکلیف پہنچتی ہے اور میت تک یہ بُرا ذکر پہنچتا نہیں اور نہ وہ سن سکتا ہے اس لئے ایسے عبث فعل سے مومن کو بچنا چاہئے۔

بہر حال عکرمہ اُم حکیم کی معیت میں مکّہ پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اُم حکیم نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ عکرمہ حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپؐ یہ بات سن کر خوشی سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ہاں ہاں دیر کیا ہے؟ عکرمہ کو جلد لے آؤ۔ جب عکرمہ سامنے آئے تو آپؐ نے کہا: مَرْ حَبًا بِالرَّاکِبِ الْمُھَاجِر خوش آمدید اے مہاجر سوار۔ اتنا شاندار اعزاز دیکھ کر عکرمہ حیرت میں ڈوب گئے۔ پھر عرض کیا میری بیوی اُم حکیم کہتی ہے کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ بالکل ٹھیک کہتی ہے۔ عکرمہ کو وہ ساری زیادتیاں اور ظلم یاد آ گئے جو وہ ماضی میں کر چکے تھے۔ ان کا سر شرم کے مارے جھک گیا اور بے اختیار بول اُٹھے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہ ...... وَقَالَ اَنْتَ اَبَرُّ النَّاس وَاَوْفَی النَّاسِ۔ یعنی مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور آپؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں...... اور مجھے یہ بھی یقین ہو گیا ہے کہ آپ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں وعدہ وفا کرنے والے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عکرمہ سے فرمایا: جو مانگنا ہے مانگ لو میری دسترس میں جو کچھ ہوا دوں گا۔ عکرمہ نے عرض کیا: میری بخشش کے لئے دعا کی جائے کہ جو دشمنیاں اور عداوتیں مَیں کر چکا ہوں اور جو گالیاں دے چکا ہوں وہ سب اللہ معاف کر دے۔ آپ نے ہاتھ اُٹھائے اور جناب الٰہی میں یوں دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعِکْرَمَۃ کُلَّ عَدَاوَۃٍ عَادَ نِیْھا اَوْ مَنْطَقٍ تَکَلَّم بہٖ۔ اے میرے اللہ! تو عکرمہ کی وہ تمام عداوتیں، دشمنیاں، زیادتیاں اور برے بول جو اس نے میرے متعلق روا رکھے معاف کر دے۔ اس کے بعد عکرمہ نے عرض کیا: حضور میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کلمہ شہادت کثرت کے ساتھ پڑھا کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دو۔

عکرمہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عہد کیا کہ مَیں جتنا اللہ کی راہ سے روکنے کے لئے خرچ کیا کرتا تھا اب اس سے دوگنا اللہ کی راہ کی طرف بلانے کے لئے خرچ کروں گا اور جتنی جنگیں مَیں نے اللہ کے راستہ سے روکنے کے لئے لڑی ہیں اس سے دوگنی اللہ کی رضا کے حصول کے لئے لڑوں گا۔ پھر عکرمہ نے جس والہانہ انداز میں اپنے اس عہد کو نبھایا اور اللہ کی راہ میں جو جو قربانیاں پیش کیں اس پر تاریخ گواہ ہے۔ فَرَضِیَ اللّٰہ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔

(تاریخ الخمیس از شیخ حسین بن محمد جلد2 صفحہ 92-91)

❁......ابوسفیان بھی شدید معاندین میں شامل تھے۔ مخالفت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ جنگ بدر کے بعد وہ دوسو سواروں کے ساتھ چھپ کر آئے۔ مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ سازباز کی۔ دو مسلمانوں کو قتل کیا اور بہت سے مویشی ہانک کر لے گئے۔ پھر اُحد اور احزاب کی جنگیں انہی کی سرکردگی میں لڑی گئیں۔ چونکہ یہ بڑے موقع شناس تھے اس لئے فتح مکہ کی مہم کے دوران جب انہوں نے محسوس کیا کہ اب بچاؤ کی کوئی صورت نہیں تو وہ حضرت عباسؓ کو ساتھ لے کر مرّالظّہْرَان کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ گفتگو کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا: اب بھی خدا کے سوا کسی اور معبود کو مانتے ہو؟ ابوسفیان نے جواب دیا: اگر خدا کے سوا یہ ہمارے بت بھی کوئی ’’لاہوتی‘‘ مقام رکھتے تو ہمارا یہ حال نہ ہوتا جو ہوا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: میرے رسول ہونے میں اب بھی کوئی شک باقی ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا: ابھی دل میں اطمینان نہیں۔ آپؐ نے اس پر فرمایا: اچھا سوچو اور اطمینان کی راہیں تلاش کرو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے اس تذبذب کے باوجود ان کے گھر کو پناہ گاہ قرار دیا اور اعلان کیا کہ جو شخص سردار مکّہ ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا اُسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔

یہ تھے ہمارے رحیم و کریم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کے عفو اور دَرگذر کے واقعات پر تاریخِ عالم حیرت زدہ ہے۔ مکہ کے سرداروں اور عام لوگوں کے دل آپؐ نے اپنی سیرتِ طیبہ اور پاک اخلاق کے ذریعہ اس طرح موہ لئے کہ سالوں کی دشمنیاں پل بھر میں محبت اور فدائیت میں بدل گئیں اور بعد کے زمانہ میں اُنہی فدائیوں نے اسلام کی اشاعت اور دین کے استحکام کے لئے وہ وہ قربانیاں پیش کیں کہ تاریخ ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ پس یہ کہنا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے کس قدر زیادتی ہے اور حقائق سے آنکھیں بند کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ شاندار کامیابیاں حسنِ اخلاق اور للّٰہیت اور اُس حکمتِ عملی کا ثمر شیریں تھیں جو اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِالْحَسَنَۃِ (النحل:126) کے ارشاد ربّانی پر مبنی تھی کہ اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو و دَرگزر کی یہ وہ چند مثالیں تھیں جو سالہا سال کے دشمنوں کے بارہ میں روا رکھا گیا۔ اپنوں کی غلطیاں معاف کرنے، محبت و شفقت، اُلفت و رأفت کے ساتھ ان کی تربیت کرنے اور تزکیہ نفس کے لئے کوشاں رہنے کے واقعات بھی کم نہیں۔ دنیا دار کامیابی کے بعد اپنے ساتھیوں اور مددگاروں کے بارہ میں بعض اوقات بدظنی سے کام لیتا ہے اور ان کی ذرا سی غلطی پر بھی شدید ردِّعمل کا اظہار کرتا ہے اور اسے اپنے اقتدار کے استحکام کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ لیکن اس رویہ کے بالکل برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہؓ سے سلوک تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سارے صحابہ آپؐ سے انتہا درجہ کی محبت کرتے تھے اور ہر وقت آپؐ پر فدا ہو جانے کے لئے تیار رہتے تھے۔ دَرگزر اور نیک تربیت کے ایسے سینکڑوں واقعات میں سے حسبِ گنجائش یہاں صرف ایک دو واقعات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

❁...... غزوہ حنین کے بعد جو اموال غنیمت ملے وہ آپؐ نے تالیف قلب کی غرض سے اہلِ مکہ میں تقسیم کر دیئے۔ بعض نوجوان انصار کو یہ بُرا لگا اور انہوں نے نامناسب رنگ میں اس کا اظہار کیا۔ (مثلاً یہ کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور ان کے ذریعہ حاصل شدہ اموال اپنے اہل شہر میں تقسیم ہو رہے ہیں۔ اَوْکَمَا قَالُوْا) اس رنجش کی خبر آپؐ تک بھی پہنچی۔ آپؐ مختارِ کل تھے اپنے اقتدار کے استحکام کے لئے جو مناسب سمجھتے وہ کر سکتے تھے۔ اقتدار کے لحاظ سے آپؐ کو پورا عروج حاصل تھا۔ اہل مکہ آپؐ کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار تھے۔ آپؐ چاہتے تو ان چند نوجوان انصاریوں کو عبرتناک سزا دے سکتے تھے جیسا کہ دنیاوی اقتدار والوں کا رویہ ہوتا ہے۔ لیکن آپؐ کوئی دنیوی حاکم نہ تھے بلکہ ایک شفیق رحیم و کریم مصلح تھے۔ آپؐ نے انصار کو بلایا اور کہا کہ یہ یہ باتیں مجھے بعض انصار کی طرف سے پہنچی ہیں کیا یہ سچ ہیں۔ انصار نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ بعض کے دل میں ایسی رنجش پیدا ہوئی ہے۔ آپؐ نے بڑے درد کے ساتھ انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اَلَمْ آتِکُمْ ضُلَّالًا فَھَدَاکُمُ اللّٰہ وعَالَۃً فَاَغْنَاکُمُ اللّٰہ وَاَعْدَاءً فَاَلَّفَ اللّٰہُ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ۔

یعنی اے انصار! کیا جب مَیں تمہارے پاس آیا تم گمراہ نہ تھے؟ پھر میرے آنے کی برکت سے اللہ نے تم کو ہدایت دی اور سیدھی راہ دکھائی۔ کیا تم نادار نہ تھے پھر اللہ نے تم کو مال دار بنایا اور تمہارے گھروں کو ہر قسم کے اموال سے بھر دیا۔ کیا تم ایک دوسرے کے دشمن نہ تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دی۔ اے انصار! بولو کیا یہ سب کچھ سچ نہیں ہے؟ انصار نے یک زبان ہو کر جواب دیا: یا رسول اللہ بالکل یہ سچ ہے۔ آپؐ نے اس پر فرمایا: نہیں تم یہ بھی جواب دے سکتے ہو اور تمہارا جواب بالکل درست ہوگا کہ جِئْتَنَا طَرِیْدًا فَآوَیْنَاکَ وَعَائِلًا فَآسَیْنَاکَ وَخَائِفًا فَأَمَّنَّاکَ وَمَخْذُولًا فَنَصَرْنَاکَ ۔ یعنی آپ دھتکارے ہوئے ہمارے پاس آئے ہم نے آپ کو پناہ دی۔ بے کسی کی حالت میں آئے ہم آپ کے اپنے بنے اور ڈرے ہوئے آئے ہم نے آپ کو امان دی۔ تمہارا کوئی مددگار نہ تھا سب نے آپ کو چھوڑ دیا تھا ہم نے آپ کی دل و جان سے مدد کی۔ ہاں تم یہ جواب بھی دے سکتے ہو۔ انصار چیخ اُٹھے اور ان میں شور پڑ گیا! یا رسول اللہ! بس کیجئے ہم میں سے بعض سے کیسی نادانی ہوئی ہے۔ آپ کے

تو ہم پر لازوال احسان ہیں۔آپ پرتو ہماری جان فدا ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا: اے انصار! یہ دنیا کے اموال مَیں نے ان کو بے شک دیئے ہیں اور تمہارے لئے آخرت کا ثواب اور اللہ کا فضل چھوڑا ہے۔کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ یہ لوگ تو یہ دنیاوی اموال لے کر اپنے اپنے گھروں کو جائیں گے اور تم اللہ کے رسول کو اپنے گھر لے جاؤ گے۔انصار کی آہ وزاری اور ندامت دیکھی نہ جاسکتی تھی۔وہ پکار اُٹھے۔ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَرَسُوْلِہٖ قِسمًا۔ہم اپنے مبارک نصیبہ پر خوش ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ہمارے حصے میں آئے۔

(مسند احمدبن حنبل 4صفحه 407-406 مسند انس بن مالک حديث نمبر 12635 مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت 1998ء)

(تاريخ الرسل والملوک.... المعروف تاريخ الطبری از امام جعفر بن جرير الطبری جلد2باب ذكر اموال هوازن صفحه 192مطبع دار ابن كثير بيروت2001ء)

(البداية والنهاية از ابن كثير دمشقی جزو4صفحه 383تا387فصل فی مرجعه عليه السلام من الطائف...... دارالكتب العلمية بيروت 2001ء)

کتنی اپنائیت، کتنی حکمت اور کتنی دانائی کے ساتھ انصار کو ان کی غلط سوچ کی طرف توجہ دلائی اور ان کے دلوں کو ہمیشہ کے لئے اپنا گرویدہ بنایا۔ یہ تھے آپؐ کے اخلاق اور یہ تھے تزکیہ نفس کے گُر۔

2۔ عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین تھا۔ اس کی ایذارسانی کے واقعات کا قرآن کریم نے بھی ذکر کیا ہے (سورۃ المنافقون) لیکن آپؐ نے ہمیشہ درگزر سے کام لیا۔ اس لئے کہ اس نے کلمۂ شہادت پڑھا تھا اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا تھا۔ایک دفعہ اُس کے لڑکے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ وہ اپنے باپ کو اُس کی گستاخیوں کی سزا دینا چاہتے ہیں اور اُس کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا: نہیں مَیں اس کی اجازت نہیں دے سکتا بعد میں تاریخ والے لکھیں گے کہ یہ نبی اپنے ساتھیوں کو قتل بھی کر دیتا تھا۔ جب عبداللہ بن اُبی فوت ہوا تو کفن کے لئے اپنی قمیص بھجوائی اور اس کے لڑکے کی ہر طرح سے دلداری کی۔

(صحيح بخاری كتاب التفسير ، سورة براء ة،باب قوله استغفرلهم او لا تستغفرلهم...... حديث نمبر 4670)

(السيرة النبوية لابن هشام صفحه 672 طلب ابن عبدالله بن ابی ان يتولی قتل ابيه ......مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت2001ء بھی دیکھیں)

یہ تھے ہمارے رسولِ کریم کے اخلاق اور اقتدار میں آجانے کے بعد مساوات، اپنائیت اور ہر قسم کے تظلّم اور اقتدار کے نشہ سے بچے رہنے کے واقعات جو ایک اور ایک دو کی طرح اس اُصول کی سچائی کے گواہ ہیں کہ اسلام حکمت و موعظت، دلیل و برہان، تبلیغ و تلقین اور ذاتی نمونہ، اعلیٰ اخلاق اور جذبۂ خدمت اور عوام کی بہبود کو مدِّ نظر رکھنے سے پھیلا ہے۔اس میں تلوار کا کوئی عمل دخل نہیں اور نہ اس غرض کے لئے تلوار ہاتھ میں لینا کبھی مدِّ نظر رہا ہے۔

اَلظَّالِمُوْنَ بِظُلْمِھِم قَدْ کَذَّبُوْہ تمرُّدًا

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 70)

ظالم محض ازراہِ ظلم اپنی سرکشی کے سبب آپؐ کی تکذیب کے مرتکب ہوگئے۔

✲......اسلام حجت و برہان کا مذہب ہے۔اُسے اپنی اشاعت کے لئے نہ کبھی تلوار کی ضرورت پڑی نہ اس کا وہ کبھی روادار رہا ہے اور نہ کسی کو اُس نے تلوار کے ذریعہ اُس کے دین سے برگشتہ کیا اور نہ بزورِ شمشیر کسی کو روکا ہے کہ وہ اسلام کو نہ چھوڑے۔

✲......اسلام نے اگر تلوار استعمال کی تو صرف دفاع کے طور پر اور جارحیت کو روکنے کے لئے کی کیونکہ مخالف صرف لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ کہنے پر اور توحید کا پرچار کرنے پر ظلم وستم ڈھا رہا تھا اور مسلمانوں کو کسی لمحے بھی چین سے نہ بیٹھنے دیتا تھا۔ ہر قسم کی مذہبی آزادی اُس نے سلب کرلی تھی اسی جارحیت کو روکنے کے لئے آپؐ کو تلوار کا جواب تلوار سے دینے کی اجازت ملی۔ (سورۃ الحج:39)

چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آپؐ نے کبھی اشاعت مذہب کے لئے تلوار نہیں اُٹھائی۔ جب آپؐ پر اور آپؐ کی جماعت پر مخالفوں کے ظلم انتہا تک پہنچ گئے اور آپؐ کے مخلص خدام میں سے مردوں اور عورتوں کو شہید کر دیا گیا اور پھر مدینہ تک آپؐ کا تعاقب کیا گیا اس وقت مقابلہ کا حکم ملا...... جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے وہ نبیٔ معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افترا کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں۔خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اس کے ثمرات، انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نشانات آپؐ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اُسے پھیلایا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 547-548 ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ’’مسلمانوں کے تمام جنگ اور کفار کے ساتھ تمام سلوک دفاعی رنگ میں ہیں۔ ابتداء ہر گز ہر گز مسلمانوں نے کبھی نہیں کی۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 470۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

دارالحرب اور جہاد بالسیف کے اس دوسرے نظریہ کے بارہ میں 1953ء کے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ:۔

’’احمدیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت کسی دوسری آیت کو منسوخ نہیں کرتی اور دونوں قسم کی آیات یعنی مکی آیات اور سورۃ توبہ کی متعلقہ آیات کے دائرے مختلف ہیں۔ چنانچہ وہ پہلو بہ پہلو چل سکتی ہیں۔ احمدیوں کی طرف سے یہ استدلال پیش کیا جاتا ہے کہ ناسخ و منسوخ کا عقیدہ اس عقیدے کے منافی ہے کہ قرآن مجید لوح محفوظ میں تمام وکمال موجود ہے...... اس عقیدے کا تیسرا نتیجہ یہ بتایا جاتا ہے کہ اس سے اس دعویٰ کی جڑ کٹ جاتی ہے کہ اسلام کے قوانین ناقابلِ تغیر اور بے لچک ہیں کیوں کہ اگر بدلے ہوئے حالات کی وجہ سے ایک نیا الہام ضروری ہو جاتا ہے تو الہام کی تکمیل کے بعد حالات میں جو تغیرات ہوں گے وہ زیادہ تر الہامات کو بیکار اور متروک بنادیں گے۔......‘‘

(ایسی مدنی آیات بھی موجود ہیں جن میں جنگ میں پہل نہ کرنے کا حکم ہے اور صرف اسی صورت میں مقابلہ کی اجازت ہے جبکہ مخالف غیر مسلم حملہ کریں اور غیر جارح غیر مسلموں سے میل جول اور حسن سلوک کی اجازت دی گئی ہے۔ دیکھیں سورۃ البقرہ آیت 195، الشوریٰ آیت 40، النساء آیت 95، الممتحنہ آیت 9-10)

تحقیقاتی عدالت آگے چل کر مزید لکھتی ہے:۔

’’مکی سورتوں☆ کی مندرجہ ذیل آیات میں وہ بلند ترین اور پاکیزہ اُصول پیش کیا گیا ہے جس کا دھندلا سا تصوّر اب کہیں جا کر بین الاقوامی قانون دانوں کو نظر آنے لگا ہے۔لیکن ہم برابر یہی تلقین کر رہے ہیں کہ جارحیت اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔‘‘

(جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ دراصل مدنی آیات ہیں)

’’سورہ 2: آیات 190، 193

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ o وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (سورة البقرة: 190 تا 193)

ترجمہ۔اور تم لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ لڑنے لگیں اور حد سے نہ نکلو۔ واقعی اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور اُن کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فساد باقی نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہوجائے اور اگر وہ لوگ باز آجائیں تو سختی کسی پر نہیں ہوسکتی سوائے بے انصافی کرنے والوں کے۔

سورہ 22:39-40‘‘

☆(یہ بھی مدنی سورت ہے۔)

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ نِ۔الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَّلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔(الحج:41-40)

ترجمہ۔اُن لوگوں کو لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے جن سے لڑائی کی گئی کیوں کہ اُن پر ظلم کیا گیا اور یقیناً اللہ ان کو غالب کر دینے کی قدرت رکھتا ہے۔

جو اپنے گھروں سے بلاوجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا ربّ اللہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا ایک کا دوسرے سے زور نہ گھٹاتا رہتا تو صومع، خلوت خانے، عبادت خانے اور وہ مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہوگئے ہوتے۔ بے شک اللہ اُس کی مدد کرے گا جو اُس کی مدد کرے گا۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ قوت والا اور غلبے والا ہے۔‘‘ (منیر انکوائری رپوٹ صفحہ 349 تا 351 مطبوعہ نیازمانہ پبلیکیشنز لاہور)

غیر مسلموں سے سوشل تعلقات کے بارہ میں اسلامی تعلیم

ایک مسلمان کے ایک غیر مسلم کے ساتھ کس قسم کے سوشل تعلقات ہوں یا ایک مسلمان حکومت کے ایک غیر مسلم حکومت کے ساتھ کس قسم کے سیاسی، اقتصادی اور تجارتی تعلقات ہوں اس بارہ میں مندرجہ ذیل آیات رہنما اُصول پیش کرتی ہیں۔فرمایا:۔

لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔ اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظٰھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (سورة الممتحنه:9-10)

یعنی اللہ اُن لوگوں سے حسنِ سلوک کرنے اور عدل و انصاف پر مبنی اچھے تعلقات رکھنے سے منع نہیں کرتا جنہوں نے دین میں (اختلاف کی بنا پر) تم سے جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ اللہ انصاف پسندوں سے محبت (کا سلوک) کرتا ہے۔ہاں تمہیں ان لوگوں سے دوستانہ (تعلقات رکھنے) سے منع کرتا ہے جو صرف دین میں (اختلاف رکھنے کی وجہ سے) تم سے لڑتے ہیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالتے ہیں اور تمہارے نکالنے میں (دوسروں کی) مدد کرتے ہیں اور جو (مسلمان) ایسے لوگوں سے دوستانہ (تعلقات) رکھیں گے وہ بڑے ظالم ہوں گے۔

✲......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے اپنے غیر مسلم عوام سے تعلقات انہیں الٰہی ہدایات پر مبنی تھے (عوامی ملّا کا مشورہ اس کے بالکل برعکس ہے جس کی تفصیل مضمون ہذا کے صفحہ 1 تا 15 گذر چکی ہے)۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہب کی آزادی، رائے کی آزادی اور تبلیغ کی آزادی کے سوال پر ہی کفار سے جنگیں لڑیں۔ آپ کا مطالبہ یہ تھا کہ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ جو مذہب چاہے رکھے یا اُس کی تبلیغ کرے۔لیکن مخالف کفار آپ کے اس مطالبے کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور اس وجہ سے مسلمانوں پر ظلم کرتے اور اُن پر حملے کرتے۔ اس صورت حال کو تبدیل کرنے اور کفار کے حملے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو مقابلہ کی اجازت ملی۔اس کے نتیجہ میں جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فتوحات سے نوازا اور اقتدار بخشا تو غیر مسلم پبلک کے دل میں طبعی طور پر یہ سوال پیدا ہوا کہ اب ان کا کیا بنے گا اور ان سے کیا سلوک روا رکھا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس سوال کا جو جواب دیا گیا تاریخ نے اُسے محفوظ کیا ہے۔آپ نے فرمایا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ...... اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ کہ جاؤ تم آزاد ہو تم پر کوئی گرفت نہیں اور نہ کوئی سزا ہے۔

(شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللد نية از علامه حافظ شهاب الدين قسطلانی جلد3صفحه 449 باب غزوة الفتح الاعظم، مطبع دار الكتب العلمية بيروت 1996ء)

ایک اور موقع پر فرمایا کہ اِنَّمَا بَذَلُوا الْجِزْيَةَ لتكون دِمائهم كدمائنا واموالُهم كَاَموالِنا۔

(نصب الراية لاحاديث الهداية از علامه جمال الدين زيلعی صفحه 381 كتاب السير باب كيفية القتال،مطبوعه المكتبة المكية)

یعنی وہ غیر مسلم جو اسلامی حکومت میں رہ رہے ہیں اور حکومت کے ٹیکس باقاعدہ ادا کر رہے ہیں ان کے خون ہمارے خونوں کی طرح (محترم) ہیں اور ان کے اموال (کو) ہمارے اموال کی طرح (قانونی تحفظات حاصل ہیں)۔

✲......حجۃ الوداع کے ایک خطبہ میں آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! جس طرح تمہارا یہ حج کا دن، یہ حج کا مہینہ اور یہ شہر یعنی مکہ مقدس اور محترم ہیں اسی طرح تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری آبرو بھی مقدس محترم ہیں (اور ان کو ہر قسم کا قانونی تحفظ حاصل ہے)۔(صحيح بخاری كتاب الحج باب الخطبة ايام منیً حديث :1739)

✲......کتب احادیث اور تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور سیرت طیبہ دیکھ کر کئی غیر مسلم مسلمان ہوگئے اور آپ کے صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل بھی یہی تھا۔

✲......قبائل یمامہ کے ایک سردار ثمامہ بن اُثال نے کئی جنگوں میں مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا تھا اور بہت سے مجاہدین کو شہید کیا تھا آخر وہ ایک جنگ میں پکڑا گیا۔ وہ ایک ’’جنگی مجرم‘‘ تھا۔اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔آپؐ نے اُسے مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ بندھوا دیا۔ مقصد یہ تھا کہ مسجد میں ذکرِ الٰہی اور عبادت کی غرض سے آنے والے مسلمانوں کو وہ دیکھ سکے اور سوچنے کا اُسے موقع ملے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے اور ثمامہ کے پاس سے گزرتے تو آپؐ

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

اس سے پوچھتے: ثمامہ بتاؤ! تمہیں کیا سزادی جائے۔ ثمامہ جواب دیتا اپنے قصوروں کو مانتا ہوں ان کی سزا میں اگر آپ مجھے قتل کی سزادیں تو اس کا مستحق ہوں، اگر معاف کریں تو مجھے آپ احسان فراموش نہیں پائیں گے۔ کئی بار اس قسم کے سوال و جواب ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد آپؐ نے ثمامہ کو رہا کردیا۔ ثمامہ رہائی کے بعد ایک کنویں پر گیا۔ وہاں نہایا اور واپس مسجد میں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی عرض کیا کہ خدا کی قسم پہلے روئے زمین پر آپؐ سب سے زیادہ مجھے مبغوض لگتے تھے۔ لیکن میں نے مسجد میں آپؐ کو آتے جاتے دیکھا ہے۔ مسلمانوں سے بھی باتیں کیں ہیں۔ آپؐ کے اخلاق نے مجھے گرویدہ بنالیا ہے۔ قید کے دنوں میں ہی میری حالت بدل گئی تھی اور مَیں دل سے مسلمان ہوچکا تھا لیکن اس کا اظہار اس لئے نہیں کیا تھا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ڈر کے مارے مَیں اسلام قبول کررہا ہوں۔ بعد میں ثمامہ نے اسلام کی خدمت کے کئی کارنامے سرانجام دیئے۔

(مختصر صحیح بخاری یعنی تجرید بخاری از امام زین الدینصفحہ 650-651 کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفۃو حدیث ثمامۃ بن اثال حدیث نمبر 1575 اردو ترجمہ از مولانا ظہور الباری مطبوعہ دارالاشاعت کراچی 2007ء)

✿......ہجرت سے قبل ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں گئے اور کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ سے کہا کہ اگر آپ مجھے کعبہ کے دروازہ کی چابی دے سکیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ مَیں اندر سے کعبہ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ عثمان نے نہایت تکبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استدعا کو ٹھکرادیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ایک دن آئے گا یہ کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور مَیں جسے چاہوں گا دوں گا۔ عثمان اس پر بگڑا اور کہا خدا ایسا دن کبھی نہیں لائے گا۔ کیا اس دن قریش کے تمام بہادر ذلیل اور رسوا ہوچکے ہوں گے۔ فتح مکہ کے روز آپؐ مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور عثمان کو بلایا۔ عثمان لرزاں ترساں حاضرِ خدمت ہوا۔ اُسے اپنے وہ بول یاد آرہے تھے جو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کہے تھے۔ لیکن رحیم و کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی نرمی اور رأفت سے فرمایا: عثمان آج انتقام اور غصہ نکالنے کا دن نہیں۔ نیکی، احسان اور اسلامی اخلاق کے اظہار کا دن ہے۔ جاؤ تمہیں معافی دی جاتی ہے اور کعبہ مکرمہ کی چابیاں بھی تمہارے حوالے کی جاتی ہیں۔ جو شخص تم یا تمہارے خاندان سے یہ چابیاں چھینے گا وہ بڑا ظالم سمجھا جائے گا۔

(اطبقات الکبریٰ لابن سعدجزء ثانیصفحہ 318 غزوۃ رسول اللہ ﷺ عام الفتح، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

✿......فتح خیبر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو اہلِ خیبر سے واجبات وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا۔ نصف بٹائی کا معاہدہ تھا۔ فصل تیار ہونے پر جب بھی عبداللہ بن رواحہؓ خیبر جاتے تو اہلِ خیبر سے کہتے فصل کا اندازہ کرنا ہے یا تم نصف نصف کا اندازہ پیش کرو اور مجھے حق دیدو کہ جو نصف مَیں چاہوں لے لوں یا مَیں اندازہ لگاتا ہوں اور تم جو نصف چاہو چن لو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اس منصفانہ فیصلہ پر خیبر کے یہودی پکار اُٹھے بھٰذا قَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ۔ خدا کی قسم ایسے ہی عدل کی وجہ سے آسمان و زمین قائم ہیں (یعنی حکومتیں عدل وانصاف کے ستونوں پر کھڑی ہوتی ہیں)۔

(فتوح البلدان از احمد بن یحییٰ بلاذری صفحہ 24 غزوہ خیبر، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2000ء)

✿......جزیرہ عرب کے اطراف میں قیصر وکسریٰ کی حکومتیں قائم تھیں اور وہ عرب میں اپنے اپنے حلقہائے اثر رکھتی تھیں اور اس کے نفوذ اور اس کے استحکام کے لئے وہ برابر کوشش کرتی رہتی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں اقتدار اور استقلال بخشا تو قیصر وکسریٰ کی حکومتوں کو یہ نیا اُبھرتا ہوا اقتدار ایک آنکھ نہ بھایا اور آپ کے خلاف ریشہ دوانیوں اور سازشوں میں مصروف ہوگئیں اور جارحیت کے لئے تیاری کرنے لگیں۔ یہ حالات تھے کہ عرب کی اسلامی حکومت کا ان حکومتوں سے مقابلے اور مناقشے کا آغاز ہوا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں باقاعدہ جنگیں شروع ہوگئیں۔ ان جنگوں میں جو علاقے فتح ہوئے ان میں حمص (شام) کا علاقہ بھی تھا۔ جیسا کے جنگوں میں ہوا کرتا ہے۔ حالات کے مطابق فوجیں آگے بھی بڑھتی ہیں اور پیچھے بھی ہٹتی ہیں۔ ایک موقع ایسا آیا کہ مسلمانوں کو حمص کا علاقہ خالی کرنا پڑا یہاں کے لوگ اپنی پرانی حکومتوں کے بہت زیادہ ستائے ہوئے تھے اور مسلمانوں کے اقتدار کی وجہ سے ان کو امن و امان اور چین نصیب ہوا تھا اور وہ نئی حکومت کی وجہ سے بہت خوش تھے۔ جب مسلم فوجوں کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے دشمن کے دباؤ کی وجہ سے یہ علاقہ خالی کرنا ضروری سمجھا تو آپ نے اپنے افسر خزانہ کو ہدایت کی کہ اس علاقے کے لوگوں سے جو واجبات وصول کئے گئے ہیں وہ انہیں واپس کردیئے جائیں کیونکہ یہ اس علاقہ کے نظم ونسق اور یہاں کی پبلک کے تحفظ کی غرض سے وصول کئے گئے ہیں۔ اب پیچھے ہٹنے کی وجہ سے ہم یہ فرائض ادا نہیں کرسکتے۔ اس لئے ان واجبات کی واپسی ضروری ہے۔ چنانچہ سب اموال جن کی مالیت ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ ستر ہزار دینار تھی واپس کردیئے گئے۔ مسلمانوں کے اس حسن سلوک کا اہل حمص نے جو جواب دیا تاریخ کے صفحات نے محفوظ کیا ہے اور اُس کا ترجمہ یہ ہے:

ہم اپنے مذہب والوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ نہ جان محفوظ تھی اور نہ مال۔ ان حالات میں تم آئے۔ تمہاری حکومت اور تمہارے عدل نے ہمیں اپنا گرویدہ بنالیا۔ تم ہمیں وصول شدہ رقم واپس کررہے ہو۔ ہمارے ہم مذہبوں کے لئے اگر ایسا موقع آتا تو وصول شدہ مال کی واپسی تو کیا ہمارے پاس جو کچھ بچ رہا ہے وہ بھی وہ لُوٹ کرلے جاتے۔

ان علاقوں کے باشندوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہوکر لڑیں گے۔ ہرقل کی فوجیں ان علاقوں میں نہیں لڑسکیں گی۔ چنانچہ یہ سارا علاقہ رومیوں کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا اور مسلمانوں کو موقع مل گیا کہ وہ دوبارہ اس علاقہ پر قبضہ کرلیں۔ جب مسلمان فوجوں کی واپسی ہوئی تو وہاں کے باشندوں نے استقبالیہ جلوس نکالے۔ اپنے رسم و رواج کے مطابق رقص وسرود کے مظاہرے کئے۔ اور مسلمانوں کے اقتدار کو رحمت الٰہی سمجھا۔

(مجموعۃ الو ثائق السیاسیۃ از محمدحمید اللہ صفحہ 470 کتاب ابی عبیدۃ الی عمر مخبرا بتخلیۃ حمص......مطبوعہ دارالنفائس بیروت 1985ء)

(کتاب الخراج از ابو یو سف یعقوب بن ابراھیم جلد 2صفحہ 42 فصل فی ارض الشام والجزیرۃ مطبع مطبوعہ بولاق 1302ھجری)

(فتوح البلدان از احمد بن یحییٰ بلاذری صفحہ 88-87صلح نجران۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃبیروت 2000ء)

✿......صحابہؓ کے دَور میں جو علاقے فتح ہوئے ان میں ''عانات'' کا علاقہ بھی تھا۔ اہل عانات کا جو معاہدہ حضرت خالد بن ولیدؓ سے ہوا اس کا ایک حصہ یوں تھا۔

''عَلٰی اَنْ لَّا یُھْدَمَ لَھُم بِیْعَۃٌ وَلَا کَنِسَۃٌ وَ عَلٰی اَنْ یَّضْرِبُوْا نَوَاقِیْسَھُمْ فِی اَیِّ سَاعَۃٍ شَاءُ وْا مِنْ لَیْلٍ اَوْ نَھَارٍ اِلَّا فِیْ اَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ وعلٰی اَنْ یُّخْرِجُوْا الصُّلْبَانَ فِیْ اَیَّامِ عِیْدِھِمْ۔''

(مجموعۃ الو ثائق السیاسیۃ از محمد حمید اللہ صفحہ 387 کتاب خالد لبلاد عانات، مطبوعہ دار النفائس بیروت 1985ء)

یعنی یہ معاہدہ ان شرائط پر طے پایا ہے کہ عانات کے علاقہ کے باشندوں کی خانقاہیں اور گرجے محفوظ رہیں گے۔ انہیں گرایا نہیں جائے گا اور ان باشندوں کو حق ہوگا کہ دن یا رات کے وقت جب چاہیں عبادت کی غرض سے اپنے ناقوس (گھنٹے) بجائیں۔ ہاں نماز کے اوقات میں وہ ایسا نہ کریں کہ یہ مسلمانوں کی عبادت کا وقت ہے۔ ان باشندوں کو عید کے دنوں میں ''صلیبوں'' کا جلوس نکالنے کا بھی حق ہوگا۔

✿......فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مختلف قبائل کی طرف تبلیغی وفود بھیجے۔ ایک وفد کے قائد خالد بن ولیدؓ تھے۔ روانگی کے وقت انہیں ہدایت فرمائی۔ اَبْعَثُکَ دَاعِیًا، لَا مُقَاتِلًا کہ مَیں تجھے اسلام کی دعوت دینے اور تبلیغ کرنے کے لئے بھیج رہا ہوں جنگ کرنے اور لڑنے کے لئے نہیں بھیج رہا۔ خالد ایک عسکری قائد تھے۔ طبیعت میں جوش تھا۔ ایک جگہ گفتگو کے دوران کسی قبیلہ کے ساتھ جھگڑا ہوگیا اور بات بڑھ گئی اور خالد کے ہاتھ سے کچھ لوگ قتل ہوگئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپؐ سخت ناراض ہوئے وَقَامَ مُسْتَقْبِلًا الْقِبْلَۃَ رَافِعًا یَدَیْہِ وَمُعْتَذِرًا اِلَی اللّٰہِ بِقَوْلِہٖ: اَللّٰھم اِنّی اَبْرَأُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ۔ ثُمَّ اَرْسَلَ عَلِیًّا فَوَدٰی لَھُمْ دِمَآءَ ھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ۔

(رجال حول الرسول ﷺ از خالد محمد خالد صفحہ 243 خالد بن ولید، مطبوعہ دارا لکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

یعنی آپ شدت رنج کی وجہ سے کھڑے ہوگئے۔ قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور معذرت پیش کرتے ہوئے کہا: اے میرے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں تیرے حضور اس سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔ (یعنی مَیں نے خالد کو اس کا ہرگز حکم نہیں دیا تھا۔) پھر آپؐ نے علیؓ کو اس قبیلہ میں بھیجا کہ قبیلہ کے نقصان کے تدارک کے لئے مقتولین کا خون بہا ادا کیا جائے اور ان کے اموال کا معاوضہ دیا جائے۔

اس قسم کی سخت ہدایات ہی کی وجہ سے حضرت خالدؓ نے بعد میں اپنی فوجوں کو حکم دے رکھا تھا کہ عام کسانوں کو کچھ نہ کہا جائے ان سے تعرض نہ کیا جائے۔ تا کہ وہ اطمینان کے ساتھ اپنے کام میں مصروف رہیں۔ آپؐ کی ہدایت کے عربی الفاظ یہ ہیں۔

لَا تَتَعَرَّضُوْا لِلْفَلَّاحِیْنَ بِسُوْءٍ، دَعُوْھُم فِی شُغْلِھِمْ آمنین۔

(رجال حول الرسول ﷺ از خالد محمد خالد صفحہ 235 خالد بن ولید، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

پس ارباب فہم و دانش خود فیصلہ کریں کہ قرآن کریم کے یہ ارشادات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسوۂ حسنہ اور آپؐ کے صحابہؓ کی یہ سنّت واجب التعمیل اور اسلام کا دستور العمل ہے یا ''فقہاء'' کی یہ ہدایت کہ مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ قتل کردو۔ یا غیر مسلم ممالک طبعاً دارالحرب ہیں اس لئے ان سے برسرِ پیکار رہنا مسلمانوں کی حکومت کا فرض ہے یا ذمہ رعایا کو ذلیل وخوار کرنا اور ان سے توہین آمیز سلوک روا رکھنا اسلامی سیاست کا حصہ ہے۔ اور مولانا مودودی کا یہ بیان کیوں کر لائق تقلید ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ تبلیغی کوششیں بیکار اور رائیگاں گئیں اور جب آپؐ نے تلوار اپنے ہاتھ میں لی تو غیر مسلموں کی اکڑی ہوئی گردنیں اسلامی اقتدار کے سامنے جھک گئیں اور ان کے دل پاک وصاف ہوگئے؟

بہ بیں تفاوت راہ از کجا تابہ کجا

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 9 نومبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے 79 ویں سال کا اعلان فرمادیا ہے۔

تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ (ایڈیشنل وکیل المال لندن) کو نئے سال کے وعدہ جات اپنی مقامی جماعت میں لکھوا کر ممنون فرماویں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ یوکے (منعقدہ 7 تا 9 ستمبر 2012ء)

دنیا کے مختلف ممالک سے وفود کی آمد اور جلسہ میں شمولیت۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقاتیں اور حضور انور کی ان ایام میں غیر معمولی مصروفیات کی مختصر رپورٹ

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

قسط سوم

9 ستمبر 2012ء بروز اتوار

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نمازِ فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

آج جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری دن تھا۔ پروگرام کے مطابق صبح دس بجے کارروائی کا آغاز مکرم بابا ایف تراولے (Baba F. Trawlay) صاحب امیر جماعت احمدیہ گیمبیا (The Gambia) کی زیرِ صدارت ہوا۔ مکرم حافظ طیب احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ یوکے نے تلاوت قرآن کریم کی اور بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم کلیم فاطر صاحب آف USA نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت منظوم کلام پیش کیا۔

پروگرام کے مطابق آج کی پہلی تقریر مکرم منیر احمد خادم صاحب کی تھی لیکن آپ بوجوہ جلسہ میں شامل نہ ہو سکے۔ چنانچہ آپ کی لکھی ہوئی تقریر مکرم عبدالغنی جہانگیر صاحب، (انچارج مرکزی فرنچ ڈیسک یوکے) نے پڑھ کر سنائی۔ تقریر کا عنوان ''**اطاعت خلافت کے روح پرور واقعات**'' تھا۔ یہ تقریر اردو زبان میں تھی۔

مقرر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی کہ 'اگر کوئی روئے زمین پر خلیفۃ اللہ کو دیکھے تو اس کی کامل اطاعت کرتے ہوئے اس سے چمٹ جائے'۔

انہوں نے بتایا کہ آج کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے سلسلہ کو قائم کیا ہے اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے خادم عطا کئے ہیں جن کا اوڑھنا اور بچھونا اطاعت و وفا ہے۔

اطاعت کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اقتباس بھی پیش کیا جس میں حضور فرماتے ہیں کہ خلفاء کی اطاعت کا حکم دراصل اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ خدا تعالیٰ تمہیں رفعت دینا چاہتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے مختلف احبابِ جماعت کے واقعات بیان کئے جن پر صرف اور صرف اطاعتِ خلافت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش نازل ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے درویشان کی عظیم قربانیوں اور ان کی اطاعت کے نمونوں کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ 'آپ لوگ وہ ہیں جو ہزارہا سال تک احمدیت کی تاریخ میں خوشی اور فخر کے ساتھ یاد رکھے جائیں گے'۔

انہوں نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی مستورات بھی خلافت کی اطاعت میں ہمیشہ پیش پیش رہی ہیں۔ تحریکِ شدھی کے دنوں میں ایک احمدی خاتون نے حضرت مصلح موعودؓ کو لکھا کہ حضور میں صرف قرآن مجید جانتی ہوں اور تھوڑی سی اُردو۔ مَیں نے اپنے بیٹے سے سنا ہے کہ مسلمان مرتد ہو رہے ہیں اور حضور نے وہاں جانے کا حکم دیا ہے۔ مجھے ابھی اگر حکم ہو تو فوراً تیار ہو جاؤں۔ بالکل دیر نہ کروں۔ خدا کی قسم اُٹھا کر کہتی ہوں کہ ہر تکلیف اُٹھانے کیلئے تیار ہوں۔

جماعت کی اطاعت خلافت کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد مسجد کے اندر لوگوں کو فرمایا ''بیٹھ جائیں'' تو دس ہزار کا مجمع باہر زمین پر ایسے بیٹھ گیا جس طرح تیز ہوا کے چلنے سے گندم کے خوشے زمین پر بچھ جاتے ہیں۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اتنی کامیابی کیسے ملی؟ تو آپ نے فرمایا کہ: Because throughtout my life I was obedient to Khilafat.

اس اجلاس کی **دوسری تقریر مکرم عبدالوہاب آدم صاحب امیر جماعت احمدیہ غانا کی تھی** اور آپ نے اپنی تقریر میں اس اعتراض کا جواب دیا کہ قرآن تشدد کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ تقریر انگریزی زبان میں تھی۔

آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ آج صرف دوسرے مذاہب کے لوگ ہی نہیں بلکہ مسلمان بھی جن کا مذہب انہیں امن سکھاتا ہے تشدد پھیلا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر سعودی عرب کے ایک مفتی نے کہا کہ اُس علاقہ میں تمام گرجا گھروں کو گرا دینا چاہئے۔ مگر اس بات کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہئے کہ صرف مسلمان ہی نہیں جو ایسے کاموں میں ملوث ہیں جو کہ دنیا کے امن کو تباہ کر رہے ہیں بلکہ اور بھی کئی ایسے گروہ اور تنظیمیں ہیں جو دنیا کے امن کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ دنیا میں آج کل یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے کہ اسلام دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے جبکہ یہ قرآنی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''قرآن اور احادیث میں کوئی بدامنی کی تعلیم نہیں ملتی۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب 'اسلام اور عصرِ حاضر کے مسائل کا حل' میں یہ بات بہت کھول کر بیان کی ہے کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے اور صرف امن کی ہی تعلیم دیتا ہے۔ احمدیہ جماعت اسی تعلیم کی علَم بردار ہے۔ خواہ جماعت پر کتنے ہی مظالم کئے گئے لیکن جماعت نے کبھی بھی امن کے دامن کو نہیں چھوڑا۔ اس کی ایک مثال لاہور کا واقعہ ہے جس میں تقریباً 90 احمدیوں کو شہید کیا گیا لیکن جماعت نے ہمیشہ کی طرح اپنے مولیٰ کریم سے ہی مدد مانگی اور امن کو نہیں چھوڑا۔

مغربی مستشرقین کے اعتراض کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ قرآن بسم اللہ سے شروع ہو جاتا ہے جس میں خدا کے رحیم ہونے کا ذکر ہے پھر ایسا خدا جو رحیم ہے وہ کیسے دہشتگردی کی تعلیم دے سکتا ہے؟

پھر لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر خدا رحیم ہے تو سزائیں کیوں دیتا ہے؟ اس کا جواب حضرت مصلح موعودؓ نے دیا ہے کہ سزا دینا ایک ایسی ضروری چیز ہے کہ جس کے بغیر نظام نہیں چل سکتا اور معاشرہ میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔

ایک اور اعتراض یہ ہے کہ اسلام نے جہاد کی تعلیم دی ہے اور جنگوں کی تعلیم دی ہے۔ اسلام میں جس قسم کے جہاد کی اجازت دی گئی ہے وہ صرف اور صرف دفاعی جہاد ہے جو اُس وقت تلوار کے ساتھ ہوتا تھا۔ لیکن وہ جہاد جسے اکبر قرار دیا گیا ہے وہ تو کسی تلوار کے ساتھ ممکن نہیں۔ وہ تو انسان کے اپنے نفس کی صفائی ہے۔ اس کیلئے کسی تلوار کی ضرورت نہیں ہوتی اور آج کل کا جہاد قلمی جہاد ہے۔ کیونکہ جس رنگ سے دشمن حملہ کرے اسی طریق سے دفاع لازمی ہے۔

اس کے بعد مکرم مصور احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''نشان کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا......'' پیش کیا۔

اس اجلاس کی **تیسری تقریر مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج برطانیہ کی تھی**۔ ان کی تقریر '**حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات**' کے موضوع پر تھی۔

انہوں نے اپنی تقریر کے آغاز میں بتایا کہ یہ دنیا کی پُرانی ریت ہے کہ جب کبھی بھی ان کے پاس کوئی رسول آیا تو انہوں نے اس سے تمسخر کیا۔ اور یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تھا۔

انہوں نے بتایا کہ یہ موضوع بہت وسیع ہے اور صرف چند امور کا ذکر ہو گا۔ سب سے پہلے تو یہ بات ہے کہ حضور علیہ السلام کی تحریرات میں کوئی تضاد نہیں پایا جاتا۔ آپ نے بتایا کہ جس جگہ اعتراض ہو اس کا سیاق و سباق پڑھ لینا چاہئے۔ اس سے ہی اکثر مرتبہ اعتراض کا جواب مل جاتا ہے۔ اگر مصنف خود ہی کسی تحریر کی وضاحت کر دے تو اس کی بات مانی جائے گی۔

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت سے انکار کیا اور پھر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ایک غلطی کا ازالہ میں فرماتے ہیں کہ جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں۔

مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ نعوذُ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت کا دعویٰ کیا ہے۔ جبکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔

مخالفین کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف تین ہزار معجزات بیان کئے ہیں جبکہ اپنے 3 لاکھ نشان بیان کئے ہیں۔ اس حوالہ سے بتایا کہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ معجزہ کئی نشانوں پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ نشان صرف ایک ہی نشان ہوتا ہے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اعتراض کا جواب خود ہی اپنی کتاب 'حقیقۃ الوحی' (روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 574) میں دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ: ''**کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔**''

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سخت زبان کا استعمال کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دشمنوں کی دشنام دہی اور غلط بیانی کے جواب میں کچھ سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب 'حقیقۃ الوحی' (روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 452-453) میں فرماتے ہیں کہ ''**کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی مخالف کی نسبت اس کی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی کی ہو۔**''

انہوں نے بتایا کہ اعتراضات کا سلسلہ تو بہت طویل ہے کیونکہ اعتراض کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریرات نور اور ہدایت کا بے نظیر خزانہ ہیں۔ اسی کے متعلق آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

آج کے پہلے اجلاس کی آخری تقریر امیر صاحب جماعت احمدیہ یوکے مکرم رفیق احمد حیات صاحب کی ''مخالفت کی آندھیوں میں جماعت کی ترقیات۔'' کے عنوان پر انگریزی زبان میں تھی۔

امیر صاحب نے تقریر کے آغاز میں بتایا کہ الٰہی سنت یہی ہے اور تمام مذاہب کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ہمیشہ سے یہی اصول چلا آ رہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ہی غالب آتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بہت سے مظالم کئے گئے لیکن آخر کار الٰہی وعدوں کے مطابق آپ ہی غالب رہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی شکستہ حالت کے بارہ میں پہلے سے ہی پیشگوئی فرما دی تھی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے 1300 سال بعد آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے اور آپ نے اسلام کا دفاع دلائل کے ساتھ کیا اور قلم کے جہاد سے ہر مخالف کا مقابلہ کیا۔ مسلمان علماء جنہیں چاہئے تھا کہ تقویٰ اختیار کرتے ہوئے ایمان لاتے، اس کے برعکس انہوں نے غیر مسلموں کے ساتھ مل کر سخت مخالفت شروع کر دی۔ لیکن آپ کے مخالفین ہر موقع پر، ہر میدان میں نامراد رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جن کو صرف ایک بچہ سمجھا گیا تھا، آپ کے دور میں جماعت ترقی پر ترقی کرتی چلی گئی۔ آپ نے تحریکِ جدید کا اجراء فرمایا جس کی برکت سے احمدیت تمام عالم میں پھیل گئی۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت دور میں نصرت جہاں سکیم کا اجراء ہوا جس سے جماعت انسانیت کی بے لوث خدمت کر رہی ہے۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ 1974ء میں بھٹو نے یہ کہتے ہوئے کہ اس نے 90 سالہ مسئلہ حل کر دیا ہے جماعت کو غیر مسلم قرار دیا۔ لیکن اس کے مدِ مقابل جماعت ترقیات کے میدان میں پہلے سے کئی گنا آگے بڑھ گئی۔

اس کے بعد ضیاء الحق نے جماعت کو کینسر (Cancer) کہا اور ایسے ظالمانہ قوانین بنائے کہ جس سے بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ جماعت ختم ہو جائے گی لیکن جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔ خدا کی تقدیر نے ایسے قوانین بنانے والے شخص کے پرخچے اُڑا دیئے۔

یہ خدا کا عظیم نشان ہے کہ خلیفۃ المسیح کی پاکستان سے ہجرت کے بعد جماعت ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ ایم ٹی اے اس کا زندہ نشان ہے۔ آج ساری دنیا خلیفۂ وقت کے خطبات اور خطابات سننے اور دیکھنے کی توفیق پا رہی ہے اور آج جماعت احمدیہ اسلام کے پُرامن پیغام کو گھر گھر پہنچا رہی ہے۔

جماعت کے مخالفین سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ اور ڈاکٹر عبد السلام صاحب جیسی عظیم شخصیات کو تاریخ کی کتابوں سے مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ سچی تاریخ خدا خود لکھتا ہے جسے دنیا کا کوئی انسان، کوئی ادارہ نہیں مٹا سکتا۔

جلسہ کے تیسرے روز کے صبح کے اجلاس کی کارروائی ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی۔

عالمی بیعت

بعد ازاں پروگرام کے مطابق دوپہر ایک بجے عالمی بیعت کی تقریب سعید منعقد ہوئی۔ حضور انور کے سامنے پانچ قطاریں تھیں جن میں دنیا بھر کے ممالک سے آئے ہوئے امراء، مبلغین، مہمانان اور مراکز سلسلہ قادیان و ربوہ سے تشریف لانے والے نمائندگان اور مہمانان کرام موجود تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر درج ذیل سات احباب نے دنیا کے مختلف ممالک اور علاقوں کی نمائندگی میں ہاتھ دیا۔

1۔ مکرم محمد انعام غوری صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے مرکز سلسلہ قادیان (انڈیا) کی نمائندگی کی۔

2۔ مکرم ملک خالد مسعود صاحب ناظر اشاعت صدر

انجمن احمدیہ ربوہ نے مرکز سلسلہ ربوہ (پاکستان) کی نمائندگی کی۔

3۔مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر جماعت احمدیہ غانا نے براعظم افریقہ کی نمائندگی کی۔

4۔مکرم داؤد گونزالیز (Gonzalez) صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گوئٹے مالا نے براعظم امریکہ کی نمائندگی کی۔

5۔مکرم عبدالباسط صاحب امیر جماعت انڈونیشیا نے آسٹریلیا، انڈونیشیا اور دیگر جزائر ممالک کی نمائندگی کی۔

6۔مکرم غانم احمد غانم صاحب صدر جماعت اُردن نے عرب ممالک کی نمائندگی کی۔

7۔مکرم ابراہیم نونن صاحب مبلغ انچارج آئرلینڈ نے براعظم یورپ کی نمائندگی کی۔

ان ساتوں احباب کے پیچھے بیٹھنے والوں نے اپنے ہاتھ ان کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔ اس طرح ہاتھ رکھنے کا سلسلہ ان پانچ لائنوں کے ذریعہ مختلف سمتوں میں ایک جمِ غفیر تک پہنچتا تھا۔ ہر ایک کا ہاتھ اپنے سے آگے بیٹھے ہوئے شخص کے کندھے پر تھا۔ ہر شخص دوسرے سے منسلک تھا اور یوں ہر شخص خلیفۂ وقت کے دستِ مبارک سے بالواسطہ ملا ہوا تھا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیعت کی توفیق پا رہا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیعت لینے سے قبل فرمایا کہ **اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے 5 لاکھ 14 ہزار سے زائد افراد جماعت میں داخل ہوئے ہیں جن کا تعلق 116 ممالک کی 282 قوموں سے ہے۔**

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیعت کے الفاظ دہرائے۔ مختلف زبانوں کے مترجمین نے بھی اپنی اپنی زبانوں میں بیعت کے الفاظ کا ترجمہ کیا۔ بیعت کے دوران ہر ایک اپنے رب کے حضور رو رہا تھا۔ بیعت کے بعد حضور انور کی اقتداء میں تمام حاضرین نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ احمدیوں کے جذبات آنسوؤں اور سسکیوں میں ڈھل گئے۔ یوں پُرسوز دعا کے ساتھ یہ تقریب مکمل ہوئی۔

اختتامی اجلاس

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ یوکے کے اختتامی اجلاس کیلئے پروگرام کے مطابق چار بجکر دس منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے ساری جلسہ گاہ نعروں سے گونج اُٹھی اور احباب نے بڑے ولولے اور جوش کے ساتھ پیارے آقا کا جلسہ گاہ میں استقبال کیا۔

اختتامی تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فیروز عالم صاحب مبلغ سلسلہ وانچارج بنگلہ ڈیسک یوکے نے کی اور پھر ان آیات کا اردو زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد کبابیر کے ایک احمدی دوست نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عربی منظوم کلام میں سے چند اشعار ترنّم سے سنائے جن کا اردو ترجمہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج برطانیہ نے پیش کیا۔

بعد ازاں محترم سید عاشق حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی منظوم کلام میں سے چند اشعار ترنم کے ساتھ سنائے اور ان کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

احمدیہ پیس پرائز

اس کے بعد مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت برطانیہ نے احمدیہ پیس پرائز کا اعلان کیا۔ یہ انعام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہر سال ان افراد کو دیا جاتا ہے جو دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اپنی بہترین مساعی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ سال 2012ء کا پیس پرائز جناب ڈاکٹر او۔ باچے آجی صاحب (Dr Oheneb Boachie) کو دینے کا اعلان کیا گیا۔ موصوف ایم ڈی آف فوکو کے بانی ہیں۔ آپ غانین ہیں اور امریکہ میں رہائش پذیر ہیں۔ یہ انعام پیس کانفرنس کے موقع پر ان کو دیا جائے گا۔ باچے آجی صاحب افریقہ میں تعلیم اور امن پھیلانے اور صحت کیلئے متعدد کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔

طلباء میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

بعد ازاں تعلیمی میدان میں غیر معمولی کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں اسناد اور میڈلز کی تقسیم کی تقریب منعقد ہوئی۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل خوش نصیب طلباء کو قرآن کریم، سرٹیفیکیٹ اور میڈلز عطا فرمائے۔

GCSE میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے پر اعزازات حاصل کرنے والوں میں عزیزم حامد ناصر بٹر، عزیزم سہراب احمد، عزیزم اساول طاہر، عزیزم سرمد احسان سہیل، عزیزم حیان انجم بٹ، عزیزم طالع مسعود چیمہ، عزیزم اسامہ محمود حامد، عزیزم فہیم احمد ملک، عزیزم مصطفیٰ رحمان، عزیزم حنیف احمد مارٹے (Marty)، عزیزم اظہر احمد مرزا اور عزیزم قاسم عبدالسلام شامل تھے۔

A-Levels یا اس کے برابر کی کلاسز میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں میں عزیزم بابر احمد نعیم، عزیزم طٰہٰ احمد ملک، عزیزم رمیز احمد، عزیزم نیال سفیر احمد، عزیزم منہال محمود، عزیزم عقیل انجم بٹ اور عزیزم مبارک احمد وسیم شامل تھے۔

مختلف ڈگریز میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں میں عزیزم محمد لقمان منیب، عزیزم عمران دین، عزیزم مدثر احمد اور عزیزم خیام امین تھے۔

PhD اور دیگر Higher Degrees میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں میں ڈاکٹر طارق طلحہ صاحب، ڈاکٹر منصور احمد صاحب، ڈاکٹر توصیف احمد خان صاحب، ڈاکٹر قمر سلطان گوہر صاحب، ڈاکٹر نوید احمد ملک صاحب، ڈاکٹر Andreas Georgious Kafizas صاحب، ڈاکٹر محمد فاتح احمد صاحب، ڈاکٹر محمد شہنواز رشید صاحب، ڈاکٹر طاہر کامران صاحب، ڈاکٹر عاصم سلیم صاحب، ڈاکٹر محمود احمد صاحب، ڈاکٹر قمر احمد حماد خان صاحب، ڈاکٹر عبدالاعلیٰ قریشی صاحب اور ڈاکٹر سردار بدر منیر احمد صاحب شامل تھے۔

دیگر ممالک میں سے محمد عاطف صاحب از سپین، ڈاکٹر راشد حسین صاحب از فرانس نے بھی تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اعزازات وصول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

پاکستان سے عزیزم سعد احمد وڑائچ، عزیزم علی احسن خالد، عزیزم حسیب انور نے GCSE اور A-Levels میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے پر اعزازت وصول کئے۔ اس کے علاوہ پاکستان سے علی یاسر صاحب، ڈاکٹر نفیس حامد صاحب، محمد سجاد خان صاحب، محمد عمران خان صاحب اور محمد شعیب انور صاحب نے بھی ہائیر ایجوکیشن میں نمایاں کامیابی پر ایوارڈز حاصل کئے۔

اس کے بعد مکرم داؤد احمد ناصر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اردو منظوم کلام [جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا/اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما] خوش الحانی کے ساتھ سنایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ساڑھے پانچ بجے اختتامی خطاب فرمایا۔

اختتامی خطاب

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ النحل کی آیت نمبر 66 اور سورۃ الطارق کی آیات 12 اور 13 کی تلاوت فرمائی اور ان کا اردو ترجمہ بیان فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ تسلیم کرتا ہے کہ نظام عالم کو چلانے والی ایک بالا ہستی ہے۔ چاہے اسے خدا کی ہستی کا صحیح ادراک ہو یا نہ ہو۔ مگر تمام قدرتوں کے مالک ہستی کے ہونے کا تصور قائم ہے۔ اپنی اپنی عقل اور دینی و روحانی استعدادوں کے مطابق زمین و آسمان میں موجود ہر چیز میں موجود ہونے کا خیال موجود ہے۔ یہ سوچ بھی ہے کہ ارض و سما کا وجود اسی کے سہارے قائم ہے اور اسی کے اذن سے قائم رہے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صرف پیدا کرنے والا نہیں ہے بلکہ ربّ العالمین ہے۔ اس نے زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کو پیدائش سے لے کر اس کی اجل مسمّٰی تک پالنے کا سامان بھی کیا ہے۔ زندگی دی بھی ہے اور اس کو قائم رکھنے کیلئے ہر ضروری چیز بھی مہیا کی ہے۔ وہ رحمان ہے اس نے بغیر کسی محنت کے بہت سا سامان پہلے سے مہیا کر دیا۔ اور رحیم بھی ہے کہ کسی عمل کے نتیجہ میں بھی ضروری چیزیں بطور جزا کے پیدا کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ انسان کو اس نے اشرف المخلوقات بنایا اور تمام کائنات کو اس کے لئے مسخر کر دیا۔ بغیر مانگے بھی سامان پیدا کئے اور جب کسی قحط سالی میں انسان آہ و بکا کرتے ہوئے دعا کرتا ہے تو وہ پھر امساک باراں ختم کر کے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے اس زندگی کے علاوہ ایک اخروی زندگی بھی بنائی ہے۔ جو اس عارضی اور محمود زندگی کی نسبت بہت وسیع اور لافانی زندگی ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کی اس عارضی زندگی کیلئے اس قدر وسیع کائنات تخلیق کی ہے۔ اسی خدا نے انسان کی وسیع زندگی کے سامان مہیا کرنے کیلئے اس کی ہدایت کے سامان بھی پیدا فرمائے۔ عارضی زندگی کیلئے آسمان سے پانی اتارا کہ زمین کو زندہ کر دے اور وہ پانی جو سوکھ گیا تھا اور نیچے دور چلا گیا تھا اس کے اوپر لانے کا ذریعہ آسمانی بارش کو بنایا۔ اسی طرح روحانی زندگی کیلئے بھی اس نے آسمانی پانی انبیاء کی صورت میں اتارا ہے جس سے روحانی زندگی دوبارہ ملتی ہے۔ وہ دنیا جو شرک اور بد اخلاقی میں غرق ہوتی ہے اسے دوبارہ با اخلاق بنا کر اپنے خالق سے ملانے کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ دنیاوی زندگی کی طرح خدا نے روحانی نظام بھی بنایا ہے۔ جس طرح زمین آسمانی پانی سے زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح عقل جو زمین کی مانند ہے آسمانی پانی یعنی الہام سے تیز ہوتی ہے اور نورِ فراست پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح بارش سے زمینی پانی بھی جوش مار کر اوپر آ جاتا ہے۔ اسی طرح نبوت کی شعاعوں سے عقلیں بھی اصلاح پذیر ہوتی ہیں اور جس طرح زمینی پانی آسمانی پانی کا محتاج ہے اسی طرح زمینی عقلیں بھی الہامی پانی کی محتاج ہیں۔ اسی کے ذریعہ سے عمل، اخلاق اور روحانیت نشو و نما پاتی ہیں۔ اگر یہ پانی مفقود ہو تو تاریکی پیدا ہوتی ہے اور نبوت کی روشنی اس تاریکی کو ختم کرتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جس طرح امساک باراں کے وقت انسان درد و الحاح سے دعائیں کرتے ہیں تو آسمان سے بارش کا پانی آتا ہے اور ان کی بے چینی کو دور کرتا ہے۔ اسی طرح جب بد اخلاقی اور بے حیائی کا دور دورہ ہوتا ہے تو اس وقت کی نیک روحوں کی بے چینی سے یہ روحانی پانی بھی نازل کیا جاتا ہے جس سے ان بے راہرویوں کا علاج ہوتا ہے اور یہ اللہ کے احسانوں میں سے بڑا احسان ہے کہ خدا ربوبیت اور رحمانیت کے صدقے یہ انتظام فرما دیتا ہے اور روحانی دائمی زندگی کے سامان کر دیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سورۃ نحل آیت 66 میں جو روحانی پانی کے اتارنے کے ذریعہ زمین کو زندہ کرنے کا کہا گیا ہے اس آیت کے آخر میں یَسْمَعُوْن فرمایا ہے کہ سننے والوں کیلئے نشان ہے۔ اگر اس سے مراد ظاہری پانی ہوتا تو وہ پانی تو دیکھا یا پیا جاتا ہے سنا نہیں جاتا۔ سنا وہی پانی جاتا ہے جسے الہام یا کلام الٰہی کہتے ہیں اور اس جگہ یہی مراد ہے کہ جب بھی دنیا میں روحانی تنزل ہوا تو خدا کی رحمت نے آفتاب نبوت کے ذریعہ سے شرک و بدعات کی تاریکیوں کو نور سے بدل ڈالا۔ تاریخ عالم اس بات پر گواہ ہے کہ ہر زمانہ میں جب ظلمت و ضلالت نے ڈیرے ڈالے اور بد پرستی اور بد اخلاقی عام ہو گئی۔ لوگوں کے عقائد خراب ہو گئے اور بدعات و رسوم و رواج نے عبادت و ذکر الٰہی کی جگہ لے لی تو خدا نے نور نبوت کے ذریعہ سے ہر نیک فطرت انسان کی ہدایت و رہنمائی کے سامان کئے۔ حضور نے مختلف انبیاء اور ان کے زمانے کے حالات کا اختصار سے تذکرہ بھی فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ شرک کی ظلمت، گناہوں کی بدعات و رسوم کی تاریکیوں کا شدید ترین اور سب سے زیادہ روحانی فساد میں مبتلا زمانہ وہ تھا جس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اس دور میں اس وقت کے مذہبی علماء بھی قسما قسم کی بت پرستیوں اور شرکوں میں ملوث تھے۔ بداخلاقیوں اور بدعات سے بھی محفوظ نہ تھے۔ ہر گروہ پر شیطان کی حکومت تھی۔ اس ضلالت کے انتہائی تاریک دور میں جو نورِ نبوت چمکا وہ بھی اپنے کمال تام کے لحاظ سے اگلے پچھلے تمام نوروں سے زیادہ افضل و اعلیٰ تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نبوت کا یہ معجزہ تھا اور کلام الٰہی کی یہ تاثیر تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم با اخلاق انسان بنے۔ شرک کا غلبہ ان کے دلوں سے دور ہو گیا۔ ضلالت و گمراہی کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور فہم و فراست نے ان کو دنیا کا رہنما بنا دیا۔ ان طالبین حق نے جب قرآنِ کریم کو حق جان کر اس پر عمل کیا تو خود بھی عابد و زاہد بنے اور دوسروں کی ہدایت کا باعث بھی بنے اور کئی دلوں سے ظلمت کو ختم کر کے ان کو با اخلاق اور خدا نما بنا دیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ دور جو ہے اس میں بھی شرک، بت پرستی، غیر اللہ کے آگے جھکنا، بد اخلاقی کے بڑھ جانے، نیکیوں کے معدوم ہو جانے اور شیطان کے غلبہ کے زمانہ کو آج کے دور کا دانشور بھی مانتا ہے۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور اور آج کے دور کے دانشوروں کے بعض حوالہ جات پیش فرمائے جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں انسانیت خدا سے دور ہو چکی ہے اور روحانی پانی کی محتاج ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج ہر احمدی کا کام ہے کہ وہ قرآن پاک کی حکومت کو قبول کرتے ہوئے سچائی، دیانت اور دوسری نیکیوں کو اختیار کرنے والا بھی بنے اور ان کو پھیلانے والا بھی بنے۔ خدا کا شکر کریں کہ خدا نے آپ کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دی۔ آج بھی نیک طبعوں پر خدا تعالیٰ کا ظہور ہو رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میرے کل (8 ستمبر 2012ء) کے خطاب سے بعض جھلکیاں نظر آئی ہوں گی۔ جو کہ وقت کے لحاظ سے بہت تھوڑا حصہ پیش کیا جا سکا تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ مخالفین نے احمدیت کو ختم کرنے کی بے شمار کوششیں کیں۔ حکومتوں کو بھی اپنے ساتھ ملایا اور دولتوں کو لٹایا مگر کیا وہ احمدیت کی ترقی کو روک سکے۔ ہرگز نہیں۔ وہ خدا جس نے اِنِّیْ مَعَکَ کا وعدہ کیا تھا اس کی معیت کی برکت سے آج احمدیت کا نور دنیا کے 202 ممالک کو منور کر رہا ہے۔ افریقہ، ایشیا، یورپ، امریکہ اور الجزائر میں یہ آسمانی پانی برس رہا ہے اور نیک استعداد رکھنے والے جاگ رہے ہیں اور ان کے عملی نمونے ہم آج دیکھ رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اے غلامان مسیح الزمان اس روحانی پانی سے فیضیاب ہو کر اپنے خدا سے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرو۔ دنیا کی پیاس اسی پانی سے بجھنی ہے۔ ان کو خدا کے قریب لانے کے فرائض بھی پورے کرو۔ اس عہد کو بھی پورا کرو کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کی چند تحریکات فرمائیں اور پھر اختتامی دعا کروائی۔

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ **امسال جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد 27 ہزار 412 ہے۔ دنیا کے 88 ممالک سے لوگ اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔**

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈائس پر رونق افروز رہے۔ احبابِ جماعت نے بڑے پُرجوش اور ولولہ انگیز نعرے بلند کئے۔ اس موقع پر عرب احمدی احباب نے اپنے مخصوص انداز میں دعائیہ کلام پیش کیا۔ پھر افریقن

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24 دسمبر 2009ء میں مکرم نذیر احمد سانول صاحب نے برصغیر کے باکمال نڈر سپہ سالار اور عالم دین حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ کے حالات زندگی بیان کئے ہیں جو حضرت مولوی عبدالغنیؒ کے بیٹے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے اور حضرت سید احمد بریلویؒ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ بڑے فاضل اجل اور ذہین و فطین تھے۔ ہمیشہ سپاہیانہ وضع رکھتے تھے۔ چست پاجامہ، سر پر پیچیدہ عمامہ اور تلوار کو حمائل کئے رہتے تھے۔ بڑے باکمال جرنل اور فن جنگ سے آگاہ تھے۔ کئی کتب بھی لکھیں جن میں ایک ''تقویت الایمان'' ہے۔ یہ کتاب توحید، اتباع سنت کی خوبی اور شرک و بدعت کی برائی میں ایک لاثانی کتاب ہے۔

آپ کے وقت میں یہ بری رسم جاری ہوچکی تھی کہ بیوہ شادی نہ کرے۔ بیوہ کا نکاح ثانی کرنا نہایت معیوب اور گناہ خیال کیا جاتا۔ ہندو عورتیں تو اپنے مرنے والے شوہر کے ساتھ جل کرستی ہو جاتیں۔ آپؒ نے اس قبیح رسم کو اپنے عملی نمونہ سے ختم کیا اور دہلی میں سب سے پہلے اپنی بیوہ ہمشیرہ کبرسن کا نکاح مولوی عبدالحی صاحب سے کرکے رانڈوں کے نکاح کرانے پر کمر باندھی اور نکاح ثانی کی فضیلتیں اور اس کے عیب سمجھنے کی برائیاں ایسی وضاحت اور خوبی کے ساتھ بیان کرنی شروع کیں کہ ہزار ہا رانڈوں کے نکاح ثانی خاص شہر دہلی میں ہوگئے۔ ایک اندازہ کے مطابق قریباً دس ہزار بیواؤں کی شادیاں آپؒ نے کروائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے آپؒ کی غیرتِ ایمانی کا ایک واقعہ یوں تحریر فرمایا ہے: ''سید اسماعیل شہید...... کسی کام کے لئے دہلی آئے ہوئے تھے۔ جب دہلی سے واپس جاتے ہوئے کیمبل پور کے مقام پر پہنچے تو کسی نے ان سے ذکر کیا کہ اس دریا کو یہاں سے تیر کر کوئی شخص نہیں گزر سکتا، اِس زمانہ میں صرف فلاں سکھ ہے جو گزر سکتا ہے مسلمانوں میں سے کوئی اس کا مقابلہ کرنے والا نہیں۔ وہ وہیں ٹھہر گئے اور کہنے لگے کہ اچھا ایک سکھ ایسا کام کرتا ہے کہ کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔ اب جب تک میں اس دریا کو پار نہ کرلوں گا میں یہاں سے نہیں ہلوں گا۔ چنانچہ وہیں انہوں نے تیرنے کی مشق شروع کردی اور چار پانچ مہینہ میں اتنے مشّاق ہوگئے کہ تیر کر پار گزر رے اور پار گزر کر بتا دیا کہ سکھ ہی اچھے کام کرنے والے نہیں بلکہ مسلمان بھی جب چاہیں ان سے بہتر کام کرسکتے ہیں''۔

یہ عالم مجاہد 24 ماہ ذیقعد 1246ھ بوقت ظہر بالاکوٹ میں شہید ہوکر وہیں دفن ہوا۔

محترمہ خاتم النساء درد صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24 دسمبر 2009ء میں مکرمہ راشدہ فہیم صاحبہ نے اپنی والدہ محترمہ خاتم النساء درد صاحبہ اہلیہ محترم محمد شفیع اشرف صاحب مرحوم سابق ناظر امور عامہ کا ذکر خیر کیا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ کی پانچویں بیٹی محترمہ خاتم النساء درد صاحبہ کا نام تجویز کرتے وقت حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اس کے بعد بیٹے بھی دے گا۔ چنانچہ آپ کے بعد یکے بعد دیگرے تین بیٹوں کی پیدائش ہوئی۔ آپ کا حضرت ام ناصرؒ سے رضاعت کا رشتہ بھی تھا۔

تہجد، بروقت ادائیگی نماز اور تلاوت قرآن کریم آپ کا معمول تھا۔ وفات سے قریباً ایک سال قبل صحت یکدم بہت کمزور ہوگئی تو ہر وقت خدا تعالیٰ سے صحت یابی کی دعا کرتی رہتیں۔ ایک روز فجر کے بعد آواز آئی: ''کلکیر یا فاس کھاؤ''۔ آپ کو دوائیوں سے کوئی خاص دلچسپی بھی نہ تھی اور اس دوا کا نام پہلے کبھی سنا بھی نہیں تھا۔ تاہم اگلے ہی روز سے یہ دوا منگوا کر استعمال کرنا شروع کردی تو آپ کو اس سے خاطر خواہ فائدہ ہوا اور کئی شکایات کا خدا کے فضل سے ازالہ ہوگیا۔

1997ء میں آپ اپنی بیٹی سے ملنے ناروے گئیں۔ بھرپور کوشش کے باوجود UK کا ویزہ نہ مل سکا کہ خلیفۂ وقت سے ملاقات کی خواہش پوری ہوسکتی۔ لیکن آپ نے دعائیں جاری رکھیں اور ناروے پہنچتے ہی پھر ویزہ کے لئے اپلائی کردیا تو خلاف معمول آپ کو دس دن کا ویزہ مل گیا۔ چنانچہ فوراً ہی لندن چلی گئیں اور دو بار ملاقات کرنے کی سعادت پائی۔

قادیان کی زیارت کی انتہائی خواہش تھی اور 2006ء کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے ویزہ کی درخواست دی ہوئی تھی کہ ستمبر میں آپ کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ ہسپتال میں زیر علاج رہیں اور صحت یکدم بہت کمزور ہوگئی۔ ان کی کمزور صحت کے پیش نظر کبھی کبھی دل میں آتا کہ خدا کرے آپ کو ویزہ نہ ملے لیکن آپ کی تڑپ اور دعائیں رنگ لائیں۔ اور نہ صرف آپ کو بلکہ مجھے اور میرے دونوں بھائیوں کو بھی ویزہ مل گیا اور یوں خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کے لئے ہر طرح کی سہولت میسر فرما دی۔

دعا پر اس قدر یقین تھا کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے کام کے لئے بھی دعا ہی کا سہارا لیتیں۔ ایک مرتبہ آپ کی ایک قیمتی انگوٹھی گم ہوگئی جو ہر ممکن تلاش کے باوجود نہ ملی۔ آخر ایک رات خدا کے حضور نہایت گڑگڑا کر انگوٹھی کی بازیابی کی دعا کی۔ ابھی دعا میں ہی مشغول تھیں کہ آواز آئی ''انگوٹھی پرس کی چھوٹی جیب میں ہے''۔ آپ نے اسی وقت اپنا پرس جسے وہ متعدد بار پہلے ہی کھنگال چکی تھیں پھر سے دیکھا تو واقعی انگوٹھی چھوٹی جیب میں موجود تھی۔

آپ ایک واقف زندگی باپ کی بیٹی، واقف زندگی شوہر کی بیوی اور واقف زندگی بیٹوں کی ماں تھیں۔ اس راہ میں سادگی، استقامت اور قربانیاں دینے کی توفیق بھی پائی۔ تنگی ترشی میں بھی کبھی کسی قسم کا شکوہ زبان پر نہ لاتیں۔ ہر چیز حتّٰی کہ پانی کا استعمال بھی نہایت کفایت شعاری سے کرتیں۔ بے حد سلیقہ مند تھیں۔ کھانا پکانا، سلائی، کڑھائی، کروشیا، نٹنگ بہت عمدہ کرلیتی تھیں۔ دن کے کاموں سے فارغ ہوکر رات کو ہم بچوں کے کپڑے سلائی مشین نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ سے ہی سی لیتیں اور اکثر اپنے پرانے کپڑوں اور سویٹروں سے ہی بچوں کے کپڑے اور سویٹر نہایت عمدہ ڈیزائن میں تیار کرلیتیں۔ نئے اور پرانے کپڑوں سے نہ صرف خوبصورت کشن، میٹس، جزدان، رضائیوں کے کور بلکہ چھوٹے چھوٹے Rugs بھی بنا کر عزیز و اقارب کو تحفۃً بھجواتی رہتیں۔ لجنہ کی نمائش میں بھی ہمیشہ اپنے ہاتھ سے چیز بنا کر دیتیں۔

غرباء کے ساتھ آپ کا بہت تعلق تھا۔ ربوہ کے نواحی دیہات کی خواتین جو کسی زمانہ میں دودھ لایا کرتی تھیں وہ مستقل آتی رہتیں۔ میں کبھی ازراہِ مذاق کہتی کہ آپ نے کس قسم کی سہیلیاں بنائی ہوئی ہیں تو کہتیں کہ امراء سے تو ہر کوئی دوستی رکھنا پسند کرتا ہے اصل عبادت تو یہ ہے کہ غرباء کو دوست رکھا جائے اور پھر مجھے نصیحت کی کہ میرے بعد بھی میری ان سہیلیوں کا ضرور خیال رکھنا۔ آپ ہمیشہ ان مستحق خواتین کے لئے ضرورت کی اشیاء کے پیکٹ بنا کر رکھتیں۔ مجھے بھی ہمیشہ ان کی مدد کرنے کی تحریک کرتی تھیں۔ یہ خواتین آپ کے پاس گھنٹوں بیٹھ کر اپنے دل کی باتیں کرتی رہتیں۔ آپ پوری توجہ سے ان کی باتیں سنتیں اور تسلّی دیتیں اور کبھی بیزاری کا اظہار نہ کرتیں۔

آپ ایک اچھی رازداں تھیں۔ بعض اوقات دونوں فریق آپ کے پاس آکر اپنا غبار نکالتے مگر آپ کسی کو فریق ثانی کی کہی ہوئی باتوں کی بھنک بھی نہ پڑنے دیتیں ہاں ایسی باتوں کا حوالہ ضرور دیتیں جو اصلاحِ احوال میں مددگار ثابت ہوسکیں۔ عزیز و اقارب اپنی پریشانیاں بتاتے تو آپ اچھے مشوروں کے علاوہ دعائیں بھی کرتیں اور ہم بچوں کو بھی تاکید کرتیں کہ فلاں کیلئے دعا کرنا خدا تعالیٰ اس کی مشکل دُور کرے۔ اکثر بچیاں دعا کے لئے کہتیں اور آپ اُن کے لئے دل سے دعا کرتیں۔ ایک پریشان حال بچی کے لئے تو بے حد دعائیں کیں اور ایک رات بہت اچھی خواب دیکھی اور اسے بتادیا۔ چنانچہ چند ماہ کے اندر ہی اس کا بہت اچھی جگہ رشتہ طے ہوگیا۔

طبیعت بے حد سادہ تھی ہوشیاری چالاکی نام کو نہ تھی کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا بلکہ اگر کوئی زیادتی کرجاتا تو فوری طور پر اس کا جواب بھی نہ دے سکتی تھیں۔ بہت دکھی ہوتیں لیکن ہمیشہ کہتیں کہ میں نے اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا ہے۔

آپ کا ہمارے ابّا کے ساتھ تعلق بھی مثالی تھا۔ اُن کی تمام ضروریات کا ہر طرح خیال رکھتیں۔ ہم نے کبھی آپ کو ابّا سے جھگڑتے نہیں دیکھا۔ خلاف مزاج بات ہوتی بھی تو خاموش ہو جاتیں۔ کبھی کوئی فرمائش نہ کرتیں۔ ابّا جو بھی لا دیتے یا جتنی رقم مہیا کرتے اس میں نہ صرف خوش اسلوبی سے گزارہ کرلیتیں بلکہ بچت بھی کرلیتیں۔ آپ اگرچہ اس قدر نرم دل تھیں کہ دوسرے کی معمولی تکلیف کے ذکر پر ہی آبدیدہ ہو جاتیں مگر خود نامساعد حالات میں ہمیشہ بہادری کا مظاہرہ کرتیں۔ ہمارے بچپن میں آپ کی صحت خراب رہتی تھی لہٰذا اشیائے ضروریہ کی خریداری کے لئے آپ کبھی بازار نہیں جاتی تھیں یہاں تک کہ آپ کے اور ہمارے کپڑوں وغیرہ کی خریداری بھی ابّا ہی کرتے تھے۔ آپ اس معاملہ میں بالکل ناتجربہ کار تھیں۔ مگر 1973ء میں جب ابّا کو انڈونیشیا بھجوایا گیا تو تمام کاموں کی ذمہ داری آپ پر آپڑی۔ تب آپ نے تنہا ان امور کو بھی یوں مردانہ وار انجام دیا گویا ہمیشہ سے ہی کرتی چلی آرہی ہوں۔ ابّا کی وفات کے بعد بھی آپ نے تقریباً بیس سال کا عرصہ نہایت صبر اور ہمت سے گزارا۔ کسی موقع پر بھی آپ نے ابّا کی جدائی کو اپنی کمزوری نہیں بننے دیا اور بچوں کے لئے ممتا کے ساتھ ساتھ پدرانہ شفقت میں بھی کمی نہ آنے دی۔

آپ ادبی ذوق کی بھی مالک تھیں۔ اچھے اشعار سے نہ صرف لطف اندوز ہوتیں بلکہ زبانی بھی یاد تھے۔ خود بھی کبھی کبھار جذبات کا اظہار اشعار کی صورت میں کرلیتیں۔ خوش الحان بھی تھیں اور حسِ مزاح بھی بہت اچھی تھی۔ جماعتی پروگراموں میں ذوق و شوق سے شامل ہوتیں بلکہ جب تک صحت نے ساتھ دیا لجنہ کے اکثر پروگرام اپنے گھر میں منعقد کرواتیں۔ لجنہ کا نصاب یاد کرتیں۔ گزشتہ سال سورہ رحمٰن یاد کرنا نصاب میں شامل تھا۔ آپ نے خدا کے فضل سے پہلی سہ ماہی میں ہی پوری سورت زبانی یاد کرلی تھی۔ مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ جب بھی کوئی رقم ملتی حصہ وصیت سب سے پہلے ادا کرتیں۔ حضور کے خطبات نہایت باقاعدگی سے سنتیں۔ MTA پر اپنی پسند کے پروگرامز کا دن اور وقت خوب یاد ہوتا۔

آپ اپنے انجام بخیر کیلئے ہمیشہ دعاگو رہتیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ پر توکل اور یقین تھا کہ وہ کسی تکلیف کے بغیر ہی آپ کو اپنے پاس بلا لے گا۔ سو آخری طبیعت کی خرابی چند گھنٹوں پر ہی محیط رہی اور بڑے آرام سے خدا تعالیٰ انہیں اس جہانِ فانی سے لے گیا۔ وصیت کا حساب بالکل صاف تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے لندن میں آپ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر بھی فرمایا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16 اکتوبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالعزیز منگلا صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

نبوت کا تتمہ ہے خلافت
دل و جاں کا سہارا ہے خلافت
خلافت باعث تمکینِ دیں ہے
خلافت حامل فتحِ مبیں ہے
خلافت ایک لعلِ بے بہا ہے
مریضوں کا یہ پیغام شفا ہے
خلافت باعث تسکینِ جاں ہے
محبت کا یہ بحرِ بیکراں ہے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26 اکتوبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم راجہ محمد یوسف خان صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

ہمارے سروں پر خلافت کا سایہ
فلک سے ہے اترا یہ برکت کا سایہ
منور ہوئے پھر سے اکنافِ عالم
عدم کو روانہ ہے ظلمت کا سایہ
محافظ ہے فکر و عمل کے جہاں میں
خیالوں پہ اس کی بصیرت کا سایہ
جو رہتے ہیں ہوکر خلافت کے خادم
اترتا ہے ان پر سکینت کا سایہ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
7th December 2012 – 13th December 2012

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 7th December 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an: An educational programme presented by Qari Muhammad Aashiq.
01:20	Huzoor's Tours: Tour of Nigeria
02:05	Dars-e-Hadith
02:30	Japanese Service
03:00	Tarjamatul Qur'an Class
04:10	Roohani Kahaaaen Quiz
04:40	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 7th August 1994
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:45	Huzoor's Tours: Tour of Nigeria
07:50	Siraiki Service
08:35	Rah-e-Huda
10:05	Indonesian Service
11:05	Fiq'ahi Masa'il
11:45	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:05	Seerat-un-Nabi (saw): an Urdu programme on the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
14:15	Yassarnal Qur'an [R]
14:35	Bengali Reply to Allegations
15:35	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours: Nigeria [R]
19:25	Real Talk: An English discussion programme
20:25	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:10	Rah-e-Huda [R]

Saturday 8th December 2012

00:05	MTA World News
00:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:35	Yassarnal Qur'an
00:55	Huzoor's Tours: tour of Nigeria
02:00	Friday Sermon: recorded on 8th December 2012
03:10	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
04:50	Liqa Ma'al Arab: recorded on 13th August 1994
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana Canada 2012: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 8th July 2012.
08:30	International Jama'at News
09:00	Question and Answer Session: 20/05/1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on 7th December 2012
12:05	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:20	Story Time
12:30	Al Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme
14:10	Bangla Shomprochar
16:00	Live Rah-e-Huda: a live interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
17:40	Al-Tarteel [R]
18:05	MTA World News
18:30	Live Al Hiwar Al Mubashar [R]
20:40	Rah-e-Huda
22:30	Story Time
22:50	Friday Sermon

Sunday 9th December 2012

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana Canada 2012 [R]
02:30	Story Time [R]
02:50	Friday Sermon [R]
04:00	Kuch Yaadein Kuch Baatein
04:50	Liqa Ma'al Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:50	Jamia Ahmadiyya UK Class
08:00	Faith Matters
09:05	Question and Answer Session: recorded on 17th November 1996.
10:00	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 6th April 2012.
12:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon [R]
14:10	Bengali Reply to Allegations
15:15	Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
16:30	Kasauti
17:00	Kids Time
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:25	Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
19:30	Beacon of Truth: English discussion programme
20:35	Discover Alaska: An English documentary
21:20	Seerat Hadhrat Masih-e-Maud (as)
22:00	Friday Sermon: Recorded on 7th December 2012
23:10	Question and Answer Session [R]

Monday 10th December 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:35	Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
01:40	Discover Alaska: An English documentary
02:15	Friday Sermon: Recorded on 7th December 2012
03:30	Real Talk: English discussion programme
04:40	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 17th September 1994
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:35	Al-Tarteel
07:05	Huzoor's Tours: Inauguration of Darul Barakat Mosque.
08:10	International Jama'at News
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat. Recorded on 29th March 1999.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 21st September 2012.
11:10	Masjid Mubarak Qadian
11:50	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:10	Al-Tarteel
12:55	Friday Sermon: Recorded on 16th February 2007
13:40	Roohani Khazaeen Quiz
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Masjid Mubarak Qadian
15:50	Rah-e-Huda
17:25	Al Tarteel
18:00	MTA World News
18:25	Huzoor's Tours: Inauguration of Darul Barakat Mosque. [R]
19:30	Real Talk: Huzoor's Life in Ghana
20:35	Rah-e-Huda [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:00	Masjid Mubarak Qadian

Tuesday 11th December 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:35	Insight
00:55	Al-Tarteel
01:20	Huzoor's Tours: Inauguration of Darul Barakat Mosque
02:00	Kids Time
02:45	Friday Sermon: Recorded on 16th February 2007
03:30	Masjid Mubarak Qadian
04:20	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 30th October 1994.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Jalsa Salana Canada 2012: concluding address delivered by Huzoor on 8th July 2012.
08:15	Insight: recent news in the field of science
08:30	Australian Wildlife: Kangaroos
09:00	Qustion and Answer Session: recorded on 17th November 1996. Part 1.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon recorded on 4th November 2011.
12:10	Tilawat & Insight
12:35	Yassarnal Qur'an
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk: Jamia Ahmadiyya Ghana
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Spanish Service
16:00	Khilafat Qudrat-e-Sani
16:35	Seerat-un-Nabi (saw)
17:15	Le Francais C'est Facile
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana Canada 2012 [R]
19:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 7th December 2012.
20:50	Insight: recent news in the field of science
21:10	Khilafat Qudart-e-Sani
21:45	Wildlife of Australia
22:15	Seerat-un-Nabi
23:00	Question and Answer Session [R]

Wednesday 12th December 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:15	Jalsa Salana Canada 2012
02:30	Le Francais C'est Facile
03:00	Australian Wildlife: Kangaroos
03:30	Khilafat Qudrat-e-Sani
04:15	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
05:00	Liqa Ma'al Arab: recorded on 5th November 1994
06:00	Tilawat & Dars
06:40	Al-Tarteel
07:05	Jalsa Salana UK 2012: Address delivered by Huzoor on Day 1 of Jalsa, recorded on 7th September 2012
08:10	Real Talk: Defending the Holy Prophet (saw)
09:10	Question and Answer Session: Rec. on 20/05/95
10:10	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:10	Tilawat & Dars
12:50	Al-Tarteel
13:15	Friday Sermon: Recorded on 2nd March 2007
14:15	Bangla Shomprochar
15:20	Fiq'ahi Masa'il
15:45	Kids Time
16:20	Faith Matters
17:20	MTA Variety: Maidane Amal Ki Kahani
18:05	Al-Tarteel
18:35	MTA World News
18:55	Jalsa Salana UK 2012 [R]
20:00	Real Talk [R]
21:00	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:25	Kids Time [R]
22:00	MTA Variety: Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:45	Friday Sermon [R]
23:45	Intikhab-e-Sukhan: 20th October 12

Thursday 13th December 2012

00:20	MTA World News
00:35	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
00:45	Al-Tarteel
01:15	Jalsa Salana UK 2012 [R]
02:20	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Mosha'airah: an evening of poetry
03:50	Faith Matters
04:50	Liqa Ma'al Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:45	Yassarnal Qur'an
07:05	Huzoor's Tours
08:05	Beacon of Truth
09:00	Tarjamatul Qur'an class
10:05	Indonesian Service
11:05	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an
12:50	Beacon of Truth [R]
14:00	Friday Sermon
15:05	Kasre Saleeb: An Urdu discussion programme
15:50	Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme
16:25	Tarjamatul Qur'an class [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours [R]
19:25	Faith Matters
20:30	Roohani Khazaeen Quiz
21:00	Tarjamatul Qur'an class [R]
22:10	Kasre Saleeb [R]
22:50	Beacon of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 30 November, 2012 | Issue No. 48

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ جولائی 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات ۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(چوتھی قسط)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اے احمدیت کے بدخواہو! تمہارے نام بھی میرا ایک پیغام ہے۔ اے نگاہ بد سے اس لَو کو دیکھنے والو، سنو! کہ تم ہرگز اسے بجھانے میں کامیاب نہیں ہوسکو گے۔ یہ ارفع چراغ وہ نہیں جو تمہاری سفلی پھونکوں سے بجھایا جاسکے۔ جبر کی کوئی طاقت اس نور کے شعلہ کو نہیں دبا سکتی..........''۔ (خطبات طاہر جلد 2 صفحہ :422)

بلاشبہ آج ریاست یرغمال ہے اور مولوی کی پانچوں گھی میں ہیں

گڑھی شاہو، 31 جولائی: اس مسجد میں 28 مئی 2010ء کو نماز جمعہ پڑھتے ہوئے درجنوں احمدیوں کو باہر پہرہ بٹھا کر گولیوں سے بھون دیا گیا تھا لیکن پولیس نے اندر داخل ہوکر انسانیت کے ناتے ہی کسی ایک احمدی کی جان بچانے کی کوشش نہ کی تا آنکہ دہشتگردوں کا گولیوں اور بارود کا ذخیرہ ختم ہوگیا۔ لیکن آج پولیس کے دستے بڑی باقاعدگی سے منظّم ہوکر اسی مسجد میں گھس کر کلمہ مٹانے میں مصروف ہیں۔ ہم وقتاً فوقتاً اپنے قارئین کے لئے احمدیوں کو کلمہ طیبہ کی گواہی دینے کی پاداش میں ملنے والی سختیوں کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ ذیل میں کلمہ طیبہ کی سربلندی کی وجہ سے آنے والے بعض مصائب کا تذکرہ کیا جاتا ہے، حالات کا رخ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب اس مسجد کو زیادہ منظّم، شہری دہشتگردوں کا حملہ درپیش ہے۔

پس منظر یہ ہے کہ 12 مئی 2012ء کو ایک مولوی وکیل بدر عالم شیخ نے پولیس کو درخواست دی تھی کہ احمدیوں پر امتناع قادیانیت آرڈیننس کے سہارے مقدمہ درج کیا جائے کیونکہ ''مرزائیوں کی عبادتگاہ پر کلمہ لکھا ہوا ہے، کلمہ کو محفوظ کیا جائے، مسلمانوں کی مساجد سے مشابہ مینار اور گنبد کا کچھ کیا جائے تا شدت پسندی کا خاتمہ ہو اور قانون کی سربلندی ہو۔''

حالانکہ پاکستان کے کسی کتابی آئین ودستور میں کہیں بھی درج نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ کی عبادتگاہوں پر گنبد، مینارے اور محراب بنانے کی ممانعت ہے۔ اور نہ ہی اسلامی شریعت کی کسی کتاب اور کسی بھی مسلک کے فقہ میں مساجد کے میناروں اور گنبد ومحراب کی بابت اعداد وشمار اور پیمائشیں میسر ہیں۔ نیز بانی اسلام، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ والی مسجد پر ابتدائی زمانہ میں کسی مینار، گنبد اور محراب کی موجودگی کا حوالہ نہیں ملتا ہے۔ لیکن اسلام کے ٹھیکیداروں کو کون سمجھائے؟ انہیں اگر احمدیت دشمنی سے منع کیا جائے تو ایک ہی جواب ملتا ہے کہ ناصح! ہم تیری مان لیں تو دامنِ دل میں کیا بچے گا؟

مولوی کے اس مکروہ اور سراسر ظالمانہ مطالبہ کی تعمیل میں پولیس نے کلمہ طیبہ پر سٹیل کی پلیٹ لگا کر چھپا دیا اور اوپر کالا رنگ پھیر دیا لیکن درخواست گزار کی طرف سے نامزد کسی بھی احمدی کے خلاف مقدمہ کا اندراج نہ کیا۔ جس پر وکیل بدر عالم شیخ نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور کے پاس ایس ایچ او کے خلاف درخواست دے دی، جس پر ایس ایچ او نے موقف اختیار کیا کہ مَیں نے تو کلمہ چھپا دیا ہے اب مینار کی مسماری کا کام بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا ہے۔ جس پر سرکار پاکستان کے تنخواہ یافتہ جج نے درخواست گزار مولوی کی ہی دادرسی کا حکم نامہ جاری کیا۔ ایس ایچ او نے عدالت کو بتایا کہ جماعت احمدیہ کی مسجد 1954ء میں تعمیر ہوئی جبکہ ضیاء الحق کا آرڈیننس 1984ء میں سامنے آیا ہے۔ اب اگر عدالت سول انتظامیہ کو مسجد کے مینار کی مسماری کا حکم نامہ جاری کرتی ہے تو پولیس انتظامیہ سے خصوصی تعاون کرے گی اور درخواست گزار کی دادرسی کی پوری پوری کوشش کی جائے گی۔

عدالت کی یرغمالی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مولوی نے سیشن جج کے پاس ایک اور درخواست جمع کروائی جس میں درج ذیل کو شامل کیا گیا: ایس ایچ او، ای ڈی او ورکس، گلبرگ ٹاؤن انتظامیہ، تحصیل میونسپل انتظامیہ گلبرگ ٹاؤن، ڈی سی او لاہور، اور مطالبہ کیا کہ:

(الف) نامزد احمدیوں کے خلاف PPC 298-B اور 298-C کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔

(ب) مسجد کے مینار اور گنبد کو مسمار کیا جائے۔

(ج) مقدم الذکر حکام ایس ایچ او کو مسماری کے لئے درکار ضروری مشینری اور اوزار مہیا کریں۔

(د) ڈی سی او لاہور مسماری کیلئے قانونی کارروائی مکمل کرے تا وہ مینار اور گنبد مسمار کیا جائے جو مسلمانوں کو دھوکہ دینے لئے تعمیر کیا گیا۔

اب جس ملک میں شاہ، میر، سپاہ سب کچھ فسادی مولوی کی مٹھی میں ہو وہاں احمدی کو ہر فیصلے کی توقع ہے۔ عدالت کا جھکاؤ اپنی طرف دیکھ کر مولوی احمدیوں کے خلاف درخواست پر درخواست جمع کروا رہا ہے۔ فسادی مولوی آئے دن جلسے جلوس منعقد کررہے ہیں، کبھی جمعہ پڑھ کر فسادی ٹولے جامعہ نعیمیہ سے کلمہ شکنی کے لئے ریلی نکال رہے ہیں اور کبھی کہیں اور سے۔

کھاریاں میں پولیس نے نہایت ظالمانہ طور پر احمدیہ مساجد کے مینار اپنی نگرانی اور خصوصی کاوش سے زمین بوس کرکے تمام فسادیوں کو تصویری پیغام دیا ہے کہ احمدیوں کو دکھ دینے میں سرکار تمہارے ساتھ ہے۔ لیکن ہم بھی خوش بخت سردار مکّہ کی طرح یہی کہیں گے کہ ہم تو جمعہ کے جمعہ احمدی شہداء کے جنازے اٹھا رہے ہیں اور تم جس بزرگ وبرتر ہستی کے گھر کی بے حرمتی پر کمربستہ ہو اس کی لاٹھی بے آواز ہوا کرتی ہے اور آج تک ہر طاقت اور حکومت کے مقابل پر وہ ہی غالب رہا ہے۔

نیز تمام سرکاری حکام اور عدالتوں کو کبھی بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ لاہور کیا، کراچی سے پشاور تک تمام مساجد کے مینار گرا کر بھی مولوی کو راضی کرلینا محض خام خیالی ہے۔ یہ مخلوق تو ''هَل مِنْ مَزِيْد ؟'' والی ہے۔

اک اک حرف مرا، تیرِ ملامت ہے تجھے

کوٹ عبدالمالک، ضلع شیخوپورہ، جولائی: سخی داڈیرہ کی مقامی مسجد کے مُلّاں بنام قیصر منظور نے یہاں آباد احمدیوں کے لئے خطرے کی گھنٹی بجادی ہے۔ یہ قانون شکن، دہشت پسند مولوی اکثر وبیشتر جماعت احمدیہ کے خلاف اول فول بکنے میں مصروف رہتا ہے اور اس کے چیلے چانٹے غلیظ نعرے بازی پر مامور ہیں۔ اس مسجد کے قریب آباد ایک احمدی مکرم ذوالفقار علی صاحب نے مولوی کو اس ظلم سے منع کیا تو یہ قاری بعض لوگوں کو ساتھ لے کر مکرم ذوالفقار صاحب کے گھر پہنچ گیا، اونچی آواز سے گندی گالیاں دیں اور دھمکیاں دیتا رہا، سب لوگوں کے سامنے اس مولوی نے دھمکی دی کہ وہ اس احمدی کو قتل کرکے اس گھر کو جلا کر خاکستر کردے گا۔

پاکستان میں بالعموم اور صوبہ پنجاب میں بالخصوص پولیس نے مولوی کو ایسی قانون شکنی کی اجازت دے رکھی ہے۔ اس واقعہ کے چندروز بعد اس قاری نے مکرم ذوالفقار صاحب کے چھوٹے بیٹے کو راہ جاتے دبوچ لیا اور کلمہ سنانے کا حکم دیا۔ کلمہ سن کر اس مولوی نے بے ساختہ کہا کہ ''یہ تو بالکل ہمارے جیسا ہے''۔

پس پتہ چلا کہ پاکستان میں مولوی بننے کے لئے دینی علم کی نہیں، ''بعض اور صلاحیتوں'' کی ضرورت ہوتی ہے۔

جب تلک تابِ تکلم ہے پکاروں گا تجھے!!!

تاج پورہ، جولائی: مکرم منیر احمد صاحب نے 28 مئی 2010ء کو بموں اور گولیوں کا مومنانہ شان سے مقابلہ کرنے والے اپنے دو جواں سال بیٹوں کے لاشے اٹھائے اور اسلام کے دور اولین والا صبر دکھایا۔ اس ضعیف العمر بزرگ احمدی نے اولاً ماہ مئی میں لاہور شہر میں ڈیرے لگانے والے دہشتگردوں کی تحریری دھمکی وصول کی اور اب دوبارہ انہیں درج ذیل خط موصول ہوا ہے:

''قادیانی، مرزائی بدترین مخلوق ہیں۔ ان سے نپٹنا ضروری ہے۔ ان کا مقاطعہ ہونا چاہئے۔ اب تمہارے تمام گھر والوں کی باری ہے۔ اگلے چند دنوں میں کچھ بھی ہوسکتا ہے تیار ہوجاؤ، تم نہیں بچو گے۔''

یہ شہری دہشتگرد اتنا بھی نہیں جانتے کہ جس باپ کے بیٹوں نے جسم سے گرم لہو کا آخری قطرہ بہنے تک درود شریف کا ورد کیا ہو وہ بھلا کسی کے ڈراوے میں آکر ایمان جیسی قیمتی ترین شے پر سمجھوتہ کرسکتا ہے؟ آج اسلام کے دور ثانی میں ایک جواں سال مطیع بیٹے کی المناک شہادت پر بوڑھی ماں پُرسے کی بجائے مبارکباد کا مطالبہ کرتی ہے، اور نہایت نوعمری میں شہادت کا رتبہ پانے والے حسین وجمیل فرمانبردار بیٹے کی نومبائع والدہ ایک ایک کرکے اپنے تمام بیٹے قربان کرنے کے عزم کا اظہار کرتی ہے۔ یقیناً یقیناً اسلام کے دور اول کا واقعہ ''كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ'' سوفی صد حق ہے۔

کیا صرف بعض مخصوص جانور ہی انسانوں کی قبریں خراب کرتے ہیں؟

چک نمبر 165 ای بی، شہزاد آباد، ضلع پاک پتن : چند غنڈوں نے احمدیوں کی نجی زمین میں مدفون پانچ احمدیوں کی قبروں کے کتبے برباد کئے اور جاتے جاتے اوباشانہ طرز پر احمدیت مخالف غلیظ نعرے بھی درج کردیئے۔ اس احاطہ میں ایک بزرگ سید اشرف علی شاہ کی بھی قبر موجود ہے جو تقریباً 300 سال قبل فوت ہوئے تھے۔ شدت پسندوں نے اولاً اس مزار پر دھاوا بولا اور آگ لگادی۔

واقعہ کی اطلاع پولیس کو کردی گئی ہے اور ایف آئی آر درج ہوچکی ہے لیکن تا وقت تحریر کوئی گرفتاری سامنے نہیں آئی ہے۔ ویسے پاکستان میں احمدیوں کو حین حیات میں بھی تنگ کرنے کی حتی المقدور کوششیں کی جاتی ہیں اور بعد از مرگ نعمائے جنّت سے حظ عظیم اٹھانے والے احمدی کا خاکی وجود چین کا حق دار نہیں ٹھہرتا ہے۔

ویسے جس تیزی سے پاکستان میں احمدیوں کی قبروں پر منظّم حملے ہونے لگے ہیں ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اکیلا بجّو ہی انسانی قبریں خراب نہیں کرتا ہے۔ خادم قرآن گھرانے کے ایک بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ کمالات عزیزی مطبوعہ دہلی میں مندرج ہے جنہوں نے تقریباً سوا صدی قبل بحالت کشف دہلی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لئے جمع ہونے والوں کے اندرونے کو ریچھ، بندر اور خنزیر کے طور پر مشاہدہ کیا تھا۔ شائد تب بجّو کی نسل عام نہ تھی۔

(باقی آئندہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔